صوبائی اسمبلی شمال مغربی سرحدی صوبہ

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز جمعرات مورخہ 8 مئی 2003ء بمطابق 5 ربیع الاوّل 1424 ہجری صبح دس بجکر چالیس منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، بخت جہان خان مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیمِ۔

إِنَّ ٱللَّهَ يَأۡمُرُكُمۡ أَن تُؤَدُّواْ ٱلۡأَمَٰنَٰتِ إِلَىٰٓ أَهۡلِهَا وَإِذَا حَكَمۡتُم بَيۡنَ ٱلنَّاسِ أَن تَحۡكُمُواْ بِٱلۡعَدۡلِۚ إِنَّ ٱللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِۦٓۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ سَمِيعَۢا بَصِيرٗا ○ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡۖ فَإِن تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمۡ تُؤۡمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِۚ ذَٰلِكَ خَيۡرٞ وَأَحۡسَنُ تَأۡوِيلًا۔

(ترجمہ): خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو خدا تمہیں بہت خوب نصیحت کرتا ہے بے شک خدا سنتا اور دیکھتا ہے۔ مومنو! خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں ان کی بھی اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں خدا اور اس کے رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کرو یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا مآل بھی اچھا ہے۔

وآخِرُ دَعۡوَانا أَنِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ۔

جناب بشیر احمد بلور: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: جناب سراج الحق صاحب۔

جناب سراج الحق (سینئیر وزیر): آج پشاور میں ایک انتہائی المناک واقعہ ہوا ہے اس اس سے، چونکہ بہت سارے خاندان متاثر ہو چکے ہیں، محترم بلور صاحب شاید اسی حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں تو، میری درخواست ہے کہ ان کے لئے دعا مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر: بشیر بلور صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے تھے؟

جناب بشیر احمد بلور: جناب سپیکر! میری بھی یہی استدعا تھی کہ مرحومین کے لئے دعا کی جائے۔

جناب سپیکر: مولانا عبدالرزاق صاحب سے درخواست ہے کہ وہ مرحوم کے حق میں دعا کریں۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب حبیب الرحمان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب طاہر بن یامین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، حاجی حبیب الرحمان صاحب۔

رسمی کارروائی

جناب حبیب الرحمان: مهربانی جناب سپیکر، ما جی یو خبرې ته ستاسو پام راګرځولو، ما خو مخکښې یو تحریک التواء پیش کړې وه، زمونږه په کوګا کښې د افغان ریفوجیز یو کیمپ دے، د 1987 نه دهغے پټو مالکانو ته پیسے نه دی ورکړے شوې، دوه درے میاشتے مخکښې چې مونږه راغلو، ما پرے تحریک التواء ورکړې وه، پیسے جی شته دے، د Self proceeding amount چې کوم دے، دا بوجئی چې کومے خرڅیږی، دهغې نه هغې ته په کروړونو روپئی فنډ پروت دے، نو زه ستاسو په ذریعه د حکومت په نوټس کښې دا راولمه چې دا خبره حل کړی او هغې خلقوته ریلیف ورکړی او دهغوې دپټو هغه معاوضه د 1987 نه تر اوسه پورے هغوې ته یوه پیسه نه ده ملاؤ شوې، دا مے مختصراً ستاسو په نوټس کښې راوسته۔

جناب طاہر بن یامین: پوائنٹ آف آرڈر جی۔

جناب سپیکر: نوابزادہ طاہر بن یامین صاحب۔

جناب طاہر بن یامین: شکریه، جناب سپیکر صاحب زما هم یو څو ورځے مخکښې هغه سوال راغلې وو چې د کمیونټي ټیوب ویلز باره کښې، نو زما دا یو Request دے چې هغه باره کښې څه پالیسي سټیټمنټ د حکومت د طرف نه راشي نو زمونږ ټولو د پاره به ډیره ښه خبره وي، چې هغې کښې ما کوم بیان کړے وو چې چې په کمیونټي باندے چې کوم بوجھ دے، هغه ټیوب ویل دا د کمیونټي نه حکومت واخلي ولے، چې کمیونټي سره خو دومره وسائل نشته دے، چې هغه د کروړ ها و روپو هغه ټیوب ویلونه چې بند پراته دي هغه اوچلوی، چې کوم ماته جواب ملاؤ شوې وو نو په هغې کښې ئے هم لیکلي وو چې "بارہ ٹیوب ویل بند پڑے ہیں" نو مهرباني د اوکړي حکومت د په دې باره کښې څه پالیسي سټیټمنټ ورکړي جی۔

جناب محمد ارشد خان: پوائنټ آف آرډر جی، اجازت دے جی؟

جناب سپیکر: جی ارشد خان صاحب۔

جناب محمد ارشد خان: د خزانه شوګر ملز باره کښې یوه خبره ده، په دې باندے جی ما دوه، درے کال اټنشن نوټس درکړے دی هفته مخکښې، لس ورځے مخکښې، نن مو بیا کړے وو چې دا آخري ورځ ده او تاسو ماته اجازت راکړئی په دې باندے-----

جناب سپیکر: چا وئیلی دی چې آخري ورځ ده؟ تاسو ته څنګه پته ده چې آخري ورځ ده؟-----

(قہقہے)

جناب محمد ارشد خان: مہربانی، دا جی په دې وخت کښې-----

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: دا خو تاسو د چیئر اختیار چیلنج کړو، روستو به ان شاء الله په دې باندې خبره کوؤ، سراج الحق صاحب ته درخواست دے چې هغوې په Net profit باندې او په نیشنل فنانس کمیشن باندې Wind up speech اوکړی۔

ڈاکٹر سیمین محمود جان: جناب سپیکر! یو ډیره ضروری خبره ده۔

جناب سپیکر: روستو به ئے بیا اوکړو ان شاء اللہ۔

سینیئر وزیر: الحمد اللہ رب العالمین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر صاحب اور معززاراکین اسمبلی، ہوااور پانی کے بعد روشنی ایک ایسی چیز ہے، جس کی ہر فرد کو اور ہر گھرانے کو ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ نے صوبہ سرحد سے پانی کے ذریعے پاکستان کے لئے اس اہم ضرورت کو پورا کیا ہے، جناب سپیکر صاحب! آئین پاکستان کے آرٹیکل (2)161 کے تحت مرکزی حکومت پابند ہے کہ وہ بجلی کی پیداوار سے کمایا ہوا اصل منافع صوبہ سرحد کے حوالے کردے اور آئین پاکستان کے اس دفعہ کے تحت اصل منافع کا جو تعین ہے وہ سی سی آئی کرے گی اور انہوں نے کہا بھی ہے، برطانیہ کے اندر لکھا ہوا آئین تو نہیں ہے، روایات ہیں، لیکن Understanding کی بنیاد پر سارا نظام چل رہا ہے اور ایک دن بھی ایسا نہیں آیا کہ انہوں نے آئین کی خلاف ورزی کی ہو، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ پاکستان جس کے پاس ایک متفقہ آئین ہے اور اس پر عمل نہ ہونے کی وجہ سے مسلسل تنازعات سر اٹھارہے ہیں 1973 کے آئین کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں صوبے کے حقوق کا تعین کیا ہے، لیکن اس تعین کے باوجود بھی صوبوں کو اور خصوصاً صوبہ سرحد کو اپنے حقوق نہیں دیئے گئے، جناب سپیکر صاحب، آئین کے نافذ ہونے کے ساتھ ہی ہمارے واجبات مرکز کے ذمے ہیں، جو اب تک کماحقہ انداز سے ادا نہیں کئے گئے، 1973 سے 1986 مسلسل صوبہ سرحد کو اپنا جو حصہ ہے، وہ جب نہیں دیا گیا تو مشترکہ مفادات کی کونسل نے جناب قاضی صاحب کی صدارت میں، اے جی این قاضی صاحب کی صدارت میں ایک کمیٹی قائم کی، جس نے بڑی محنت کے ساتھ اپنی۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: بشیر احمد بلور صاحب Correction کے لئے اٹھنے والے تھے۔

سینیئر وزیر: اچھا، میں نے خود ہی کرلی۔۔۔۔۔

(قہقہے)

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: یہ تو میں نے پہلے کہا تھا کہ گھیراؤ کرنا چاہیئے، ایسی باتوں سے وہ باز نہیں آتے۔

سینیئر وزیر: اور انہوں نے اسی دوران مرکزی حکومت کو اپنی سفارشات پیش کی ہیں اور پھر انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جہاں سے بجلی کی آمدنی ہے، جہاں سے بجلی پیدا ہوتی ہے، وہاں چارج اور سرچارج اور پھر ایک اور چارج یعنی Fuel adjustment charge جب انہوں نے لگایا تو اسی کمیٹی نے فیصلہ کیا تھا کہ اس کا منافع بھی صوبہ سرحد کو دیا جائے، جناب سپیکر صاحب مرکزی حکومت نے چارج اور سرچارج میں حصہ تو کیا، لیکن جو اس سے پہلے اصل منافع تھا، اس کو دینے میں اب تک کوتاہی برتی ہے اور مسلسل دینے سے اغماض برتتا ہے، یہی وجہ ہے کہ مشترکہ مفادات کی کونسل نے 1991 میں پھر یہ فیصلہ کیا کہ ماضی اور مستقبل کا منافع اس کے قیمت فروخت کے ساتھ یہ صوبہ سرحد کے حوالے کیا جائے، اسی فیصلے کی روشنی میں صدر پاکستان نے بھی حکم دیا تھا اور میں حیران ہوں کہ ایک چیز، جس کے بارے میں صدر پاکستان بھی حکم دیتے ہیں اور آئین پاکستان کا بھی تقاضہ ہے، لیکن اس کے باوجود بھی واپڈا اور متعلقہ ذمہ داران نے اپنی ذمہ داری کو ادا نہیں کیا، اس وقت واپڈا کے ذمے کل واجبات 1973 سے 2002 تک بغیر سود کے دو ارب روپے ہیں اور اس کے ساتھ چارج اور سرچارج بھی جمع کیا جائے تو پھر مرکزی حکومت پر صوبہ سرحد کے 298 ارب روپے بنتے ہیں، ہم کہتے ہیں، وہ پشتو میں لوگ کہتے ہیں "چې روری خوری به کوؤ خو حساب کتاب تر مینځه" ہمیں افسوس ہے کہ وہ حساب کتاب کے لئے اب تک تیار نہیں ہیں اور جب بھی کسی میز پر اور جب بھی کسی مجلس میں بات ہوتی ہے تو وہ اصل ایجنڈے پر آنے کے لئے تیار نہیں ہوتے، جناب سپیکر صاحب! میں ایک بار پھر اپنی گفتگو کو مختصر کرتے ہوئے صوبہ سرحد کی طرف سے اس مؤقف کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے حساب کتاب کے مطابق مرکز پر ہر سال ہمارے پندرہ ارب روپے بنتے ہیں اور انہوں نے خود جب طے کیا ہے کہ بنتا جو بھی ہے، لیکن ہم 6 ارب دیں گے، لیکن سال گزر جاتا ہے اور چھ ارب ہمیں نہیں ملتے ہیں، میں اس سلسلے میں ایوان کے سامنے یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ گزشتہ ان چند مہینوں میں یہاں پر صوبہ سرحد میں جب جمالی صاحب تشریف لائے تھے، صدر پاکستان پرویز مشرف صاحب تشریف لائے تھے اور یہاں واپڈا کے چیئرمین جنرل صاحب تشریف لائے تھے، ہم نے سب کے سامنے بڑے دلائل اور استدلال کے ساتھ بات کی ہے اور ہر ایک نے ہمارے ساتھ وعدہ بھی کیا ہے کہ ہم دیں گے، لیکن ہمارے پشتو کے ایک شاعر ہیں حمزہ شنواری صاحب، وہ کہتے ہیں۔

تہ چې سبا سبا کوے نو سبا نه راځی

را کہ پہ چا شی پہ ما نہ راځی

"سبا سبا" تو کرتے ہیں ہر ایک پر "سبا" آتا ہے، لیکن صوبہ سرحد کے لئے "سبا" ابھی تک نہیں آیا اور اس "سبا" کا ہم ابھی تک انتظار کر رہے ہیں (تالیاں) میں اس پر، چونکہ ہماری اسمبلی کے ممبران نے اور اپوزیشن نے بھی اور حزب اقتدار والوں نے تفصیل سے بات کی ہے، عبدالاکبر صاحب ابھی تو نہیں آئے، انہوں نے بھی بات کی ہے، ہمارے حاجی صاحب نے بھی بات کی ہے، انور کمال صاحب نے بڑی تفصیل کیساتھ بات کی ہے، اس لئے میرا انکے ساتھ اتفاق ہے اور میں نے دوبارہ ان کی تکرار کو مناسب نہیں سمجھا، لیکن اتنا کہتا ہوں کہ جناب سپیکر صاحب، ہماری غربت جو ہے، یہ انتہا کو پہنچ گئی ہے، پانی کا مسئلہ، صحت کا مسئلہ ہے، کارخانے نہیں ہیں، انفراسٹکچر کا مسئلہ ہے اور میں کہنا چاہتا ہوں کہ صوبہ سرحد میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے ہسپتالوں میں جدید وسائل اور جدید ذرائع کی ضرورت ہے، آلات کی ضرورت ہے، ہمارے کالجز، ہمارے سکولز میں ضرورت ہے اور اسطرح ہمیں سڑکوں کی ضرورت ہے، ہمارے شہریوں کو صاف پانی کی ضرورت ہے، ہم اپنے بند کارخانوں کو دوبارہ چالو کرنا چاہتے ہیں، ان سب کے لئے ہمیں پیسہ چاہیئے اور ہمارا دل دکھتا ہے، بلکہ تڑپتا ہے کہ جب گندگی کے ڈھیر میں، ہم اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ ایک گندگی کے ڈھیر سے وہاں کتے اور بلیاں بھی رزق تلاش کرتے ہیں اور ہمارے چھوٹے بچے بھی وہاں رزق تلاش کرتے ہیں، اس ظلم میں کس کا ہاتھ ہے؟ سب جانتے ہیں، لیکن ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہم اس آخری حد تک پہنچے ہوئے ہیں، مرکز کو چاہیئے کہ صوبہ سرحد کو اپنا یہ حق اب تو دے دے اور میں پھر کہتا ہوں کہ یہاں شیخ مجیب الرحمان کہتے تھے کہ "مجھے اسلام آباد کی سڑکوں سے پٹ سن کی بو آتی ہے" اور اس چیز کی وجہ سے مشرقی پاکستان میں جو آگ لگی اور اس کا جو نتیجہ سامنے آیا، وہ سب کے سامنے ہے، میں بھی سمجھتا ہوں کہ اسلام آباد کی روشنیوں میں سرحد کے عوام کا خون جل رہا ہے (تالیاں) اور ہم جب دیکھتے ہیں کہ وہاں روشنی ہی روشنی ہے اور آج یہاں اندھیرا ہی اندھیرا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ صوبہ سرحد کے عوام کم از کم اس چیز کا احساس بھی رکھتے ہیں اور مزید برداشت کے ہم قابل نہیں ہیں، اس لئے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ مرکزی حکومت ہمیں 298 ارب روپے یکمشت دیدے، تاکہ ہم اپنے بند کارخانوں کو دوبارہ چالو کرلیں اور اپنی بنیادی ضروریات کو پورا کرلیں، میں یہ بھی مطالبہ کرنا چاہونگا کہ این ایف سی ایوارڈ کے لئے فوراً ہی اجلاس بلایا جائے اور پھر میں یہ مطالبہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمارے

مرکز میں صوبہ سرحد کے بڑے قد آور لیڈرز موجود ہیں، اگر ایوان کے اندر بھی ایک کمیٹی جسکا اختیار سپیکر صاحب کے پاس ہے، وہ اعلان کریں اور ایک متفقہ قرارداد تیار کر کے ایوان میں پیش کر لیں، لیکن مرکز میں صوبہ سرحد سے جو تعلق رکھنے والے لوگ ہیں، ان میں جناب آفتاب احمد خان شیر پاؤ صاحب ہیں، مولانا فضل الرحمان صاحب ہیں، قاضی حسین احمد صاحب ہیں، جناب سمیع الحق صاحب ہیں، جناب اسفند یار ولی صاحب ہیں، فرحت اللہ بابر صاحب ہیں، پروفیسر ابراہیم صاحب ہیں، میں ان تمام لیڈروں پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دینا چاہونگا کہ وہ مرکز میں ہماری نمائندگی کر لیں اور مرکزی حکومت کے سامنے ہمارے اس کیس کی وکالت کر لیں اور میں چاہونگا کہ اس ایوان کے اندر بھی اگر اتفاق ہو، اس پر ایک کمیٹی بن جائے اور ایک مشترکہ قرارداد یہاں سامنے لائی جائے، اسمیں جناب شاہ راز خان صاحب ہو جائیں، جناب بشیر احمد بلور صاحب ہو جائیں، امان اللہ حقانی صاحب ہو جائیں، فضل ربانی صاحب ہو جائیں، جناب عبدالاکبر خان صاحب ہو جائیں، نسرین خٹک صاحبہ ہو جائیں اور زبیدہ اقبال صاحبہ، یہ سارے ملکر ایک مشترکہ قرارداد یہاں ڈیزائن کر لیں اور اس مجلس میں پیش کر دیں اور یہ قرارداد نہ حزب اقتدار کی ہے، بلکہ اس پورے ایوان کی ہے اور بخدا میں نے کل سے یہاں جو قیادت ہے، انکی بات سنی ہے، جو پارٹیوں کی قیادت ہے، انکا جو مؤقف میں نے سنا ہے مجھے اس سے حوصلہ ملا ہے، میرے خون میں اضافہ ہوا ہے، میرے اعتماد میں اضافہ ہوا ہے اور اگر یہی انداز صوبہ سرحد کے حقوق کے لئے رہا تو انشاءاللہ کوئی بھی ہمارے حق پر ڈاکہ نہیں ڈال سکتا ہے، کل میرے محترم بھائی اور میرے بزرگ حاجی بلور صاحب نے تجویز پیش کی کہ ہمیں استعفیٰ دینا چاہیئے، شاید ایک ایسا وقت بھی آجائے، لیکن میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انکو استعفیٰ دینے پر مجبور کریں گے، جنہوں نے صوبہ سرحد کے عوام اور صوبہ سرحد کے حقوق کو غصب کیا ہے (تالیاں) جو ظلم کرتا ہے اس کو استعفیٰ دینا چاہیئے جو دوسروں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالتا ہے، اسکا احتساب ہونا چاہیئے اور اگر اسطرح کا لمحہ آجائے کہ طارق کی طرح کشتیاں جلانے کا وقت آجائے تو ہم انشاءاللہ کشتیاں جلانے کے لئے بھی تیار ہیں، لیکن اس مرحلے تک پہنچنے کے لئے (تالیاں) ہم انشاءاللہ صبر کے ساتھ، حکمت کے ساتھ، دانشمندی کے ساتھ جدوجہد کریں گے، واللہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے درمیان لڑائی نہ ہو، ہم مرکز سے لڑائی لڑنا نہیں چاہتے ہیں نہ یہ ملک کی مفاد میں ہے نہ بین الاقوامی تناظر اور اس وقت کی جو صورتحال

ہے، نہ وہ اسکی اجازت دیتا ہے کہ صوبوں اور مرکز کے درمیان ہم آہنگی کے بجائے اختلافات ہوں، بین الاقوامی جو سیاسی ماحول بن چکا ہے وہ اس چیز کا تقاضہ کرتا ہے کہ کراچی سے لیکر گلگت تک عوام پاکستان کے تحفظ کے لئے سالمیت کے لئے اور استعمار کے مقابلے کے لئے ایک ہو جائیں، لیکن پھر میں یہ کہونگا "چی روری خوری پہ خپل ځائے ، خو حساب کتاب ضروری دے" اسی طرح انشاءاللہ ہم روری اور خوری بھی کریں گے، لیکن حساب کتاب بھی کرنا چاہتے ہیں، اسی پر میں اکتفا کرتا ہوں اور میں شکریہ ادا کرتا ہوں اپنے اپوزیشن کے جو لیڈرز ہیں، بشیر احمد بلور کا بھی، مشتاق غنی کا بھی، عبدالاکبر صاحب کا بھی، سکندر شیر پاؤ نہیں ہیں انکا بھی انور کمال صاحب کا بھی، شہزادہ گستاسپ کا بھی اور ہمارے اور بھی لودھی کا بھی اور جن جن اشخاص نے ہماری بہنوں نے بھی اس موضوع پر ہمارے ساتھ جو Share کیا ہے، انکے مؤقف سے بھی ہمیں حوصلہ ملا ہے، میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ اپنے آخری پائی کے حصول کے لئے اس طرح ہم انشاءاللہ مشترکہ جدوجہد جاری رکھیں گے۔ وآخر دعوانا عن الحمدا للہ رب العالمین۔

(تالیاں)

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں سراج الحق صاحب نے، نہیں مجاہد صاحب اسکے بعد، سراج الحق صاحب نے جو تجویز دی ہے، کچھ میں بھی تجویز کرونگا کہ اسمیں مشتاق احمد غنی صاحب، شہزادہ گستاسپ خان صاحب، انور کمال خان صاحب میاں نثار گل صاحب اور شیر پاؤ گروپ سے چونکہ مرید کاظم صاحب بھی نہیں ہیں، سکندر شیر پاؤ صاحب بھی نہیں ہیں تو آپ، حاجی جمشید صاحب اور بھی اگر کوئی رہ جاتا ہے تو یہ ملکر مشترکہ قرارداد ابھی ڈرافٹ کرکے اس ایوان میں لائیں اور اس ایوان میں پیش کریں، جی عبدالاکبر خان۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب خو۔۔۔۔۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: اوس خو ما تہ وخت را کړئی۔

جناب سپیکر: لږ پلیز آرډر۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: اوس خو ما تہ یو منټ را کړئی۔

جناب سپیکر: خه جی، مولانا مجاهد صاحب، دوه منټه۔

مولانا محمد مجاهد خان الحسینی: زه د دې نه هټ کر د محترم بشیر بلور صاحب چې هغه هر وختے داسې وخت راشی نو ملیان چهیړی، اوس راغلو ماله دلته کښې چې یو جشن دے او دیکښې دا دا کارونه کیږی، ما ورته اووے هلکه زه خو تلی نه یم خو ته هلته لاړ شی، او راته اووایه چې زه هغه شے دلته تیر کړم۔

جناب بشیر احمد بلور: پوائنټ آف آرډر جی، اصل کښې ما خبره بله اوکړله او دوئ پرے پوهه نه شولو، نه زه جشن ته تلی یم او نه ځم او ماته وائی چې ته لاړ شه، ما بله خبره اوکړه خو هغه به بیا ورته اوکړم، هغه دا خبره نه وه۔

جناب سپیکر: عبدالاکبر خان صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! منسټر صاحب او آنریبل ممبرز، ټولو پرون هم سے Net profit باندې خبرې اوکړلے خو اوس منسټر صاحب اووے چې یره د دې د پاره یو Joint Resolution نو زه به دا اووایم چې Strong worded resolution پکار دے خو ورسره ورسره زما په خیال چې د دې Net profit سره سره جناب سپیکر، نیشنل فنانس کمیشن چې کوم دے، نو هغه ډیر زیات ضروری دے ځکه چې څومره زه دا ګڼړم چې څومره Net profit دے که دهغے هومره نه وی نو کم از کم 80% د Net profit نه نیشنل فنانس کمیشن ضروری دے، بعضے رونړو خو په دې باندې خبرې اوکړے خو ما پرون تاسوته ریکوسټ کړے وو، چې یره زه په دواړو باندې یو ځائے باندې خبره نه شم کولے ځکه چې هغه بیا Confusion پیدا کیږی۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: دے Strong resolution کښې هغه خپل Strong خبرې راوله۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب عبدالاکبر خان: زه د 'Strong' خبره نه کوم جی، هغه به تاسو Confuse کړی، تاسو که د نیشنل فنانس کمیشن او د Net profit سره یو Joint resolution ۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: نه، نه جی دوه راوړئ، Separate۔

جناب بشیر احمد بلور: د اوړه اوکړئی جی۔

جناب سپیکر: دواړه، دا کمیټی دواړه Resolution تیار کړئی او دے ایوان ته ئے راوړئی۔

جناب عبدالاکبر خان: بنه، ٹھیک شو۔

جناب بشیر احمد بلور: زه په پوائنټ آف آرډر باندې عرض کوم۔

جناب سپیکر: جی، بشیر بلور صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: ما دا عرض کولو چې زمونږ منسټر صاحب ډیر تفصیلاً خبرې اوکړلے خو نیشنل فنانس کمیشن باندې کوم چې مونږProposal ورکړی وو، هغے باره کښې هغوې څهResponse او نه کړو، مونږ خو دا وایو۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: زما په خپل خیال که تاسو دا قرارداد کښې راولئی کنه۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! زما بیل ریکویسټ دے دیکښې خاص جی، نیشنل فنانس کمیټی، نن 8 تاریخ دے۔۔۔۔

جناب بشیر احمد بلور: سپیکر صاحب! تاسو فلور ماته راکړے دے۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: نه زه خو ولاړ ووم دوختی نه، تاسو پا سیدے ما پسے۔

جناب بشیر احمد بلور: نه، نه ما خو۔۔۔۔

جناب سپیکر: څه عبدالاکبر خان، بشیر خان ته فلور ورکړه۔

جناب بشیر احمد بلور: دا هغه ماته فلور راکړو نو ما په دې خبره کوله۔

جناب سپیکر: بشیر احمد بلور صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: زما دا عرض دے چې دا نیشنل فنانس کمیشن چې دے لکه چې ښنگه عبدالاکبر خان خبره اوکړه، ډیر Important دے او دے باره کښې مونږ دا Proposals هم ورکړی دی چې کوم سابقه حکومتونه وو، هغے کښې Eighty percent به صوبو ته ملاویدو او Twenty percent به مرکز ځان سره ایسارولو او دهغے نه پس هغه Distribute کیدو، اوس دے وخت کښې دے حکومت داسې چل کړے دے چې 62.50% Sixty two point five percent هغوې مرکز سره ساتی او Thirty seven point five percent چې دے، هغه په صوبو باندې تقسیموی، مونږه دا وایو چې د صوبو ټول آمدن د صوبو ته ملاؤ شی او بیا هغه پیسے چې کوم مرکز ته پکار دے، هغه د Population باندې د مرکز واخلی، هغے باره کښې ما دا ریکویسټ هم کړے وو چې Composition چې دے نیشنل فنانس کمیشن، هغې Composition کښې زمونږه فنانس منسټر صاحب One of the members in that نو مونږه دا وایو چې As a member دوئ له پکار دی چې دومره ځان Brief کړی دهغه خپل سرکاری آفسرانو نه، مونږه سره کښنی چې ځان Brief کړی نو بیا دهغې نه پس دا شے هلته فنانس کمیشن ته۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! زه۔۔۔۔

جناب سپیکر: عبدالاکبر خان صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: تاسو جی دا اوګنړئی دا نیشنل فنانس کمیشن جی درے Stages کښې وی، Recommendations of the National Finance Commission بیا یو دهغې سره Explanatory memorandum لګی او بیا په آخر کښې ایوارډ چې کوم دے هغه Order پاس کیږی، جناب سپیکر! دا 1996 چې کوم نیشنل فنانس کمیشن دے، دیکښې دومره زیات فرق دے چې کوم Recommendations شوی دی او چې کوم بیا په آخر کښې فاروق لغاری صاحب هغه ایوارډ ویستے دے نو هغې کښې د زمکے او آسمان فرق دے زه دا

وایم چې ما پرون هم منسټر صاحب ته اوویل چې د دې فنانس کمیشن مطابق دے صوبو ته هر کال تقریباً تین ارب، تیس کروړ روپئ-----

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: Loss دے۔

جناب عبدالاکبر خان: Subvention، نه جی Subvention په دې فنانس کمیشن کښې ورکړے شوې دے، Accept شوې دے او بیا په هغې باندې Eleven percent هر کال Increase دے نو ما دوئ ته پرون ریکویسټ کړے وو چې تاسو مونږ ته اووایئ چې یره، اوس نن زه دا وئیلے شم چې پینځه کاله پس Eleven Percentپه حساب باندې دا تقریباً پانچ ارب روپوته رسی، آیا دا پانچ ارب روپئ دوئ ته Over and above subvention ملاؤ شوې دی او که نه دی ملاؤ شوې؟ که نه دی ملاؤ شوې نو د دې ایوارډ خو مونږه، هډو بل ایوارډ سبا جوړشی خو چې په هغې باندې عمل درآمد نه کیږی Profit already decide دے او مونږه له نه شی راکیدے، دغه شانتے دا نیشنل فنانس کمیشن، بیا د دې ایوارډ مطلب څه شو؟ دا تاسو اوګورئ جی، دا جی اوګورئ، دے باندې د ټولو ممبرز دا دستخطونه دی او جناب، چې بیا کله Explanatory memorandum نو بیا په هغې کښې د Net profit، دیکښې چې کوم Recommendations شوې دی، عامه غوندې خبره ده ستاسو ډیر ټائم نه اخلم، The net profit on account of generation of Hydle Power Stations located in the provinces and arrears thereof, مطلب دا دے چې شاته چې کوم شاته چې کوم ټول بقایاجات دی "And arrears thereof be paid in accordance with the decision of the council of common interest made on 12th January 1991, under Article 16 (2) of the constitution. The federal Government shall" جناب سپیکر ان الفاظ کو دیکھیں جو کمیشن کی Recommendations ہیں، "The Federal Government shall guarantee payment of the net profit to the provinces in accordance of the presidential order No. 3 of 1991". Janab Speaker! Federal Government is guarantee to this net profit تاسو پرون خبره کوله چې مونږ

ته یو ارب یا دوه اربه روپئ یا درے اربه روپئی تر اوسه پورے ملاؤ شوی دی، دا هغه Six ارب نه جی، هغه خو زه دا وائیم چې زمونږه کوم Arrears دی، هغه څه شو؟ دا نیشنل فنانس کمیشن پانچ سال د پاره جوړ غوے وو، د ده ټائم ختم شو، اوس به نوے فنانس کمیشن جوړیږی، نوے ایوارډ به راځی او هغه زوړ ایوارډ مخکښې چې کوم Decisions اغستے شوې وو هغه چرته لاړل؟ په هغې باندې ولے عمل درآمد نه کیږی؟ نو مونږدا وایو چې یره که زمونږه یو قانونی حق دے، زمونږه یو آئینی حق دے، نیشنل فنانس کمیشن باندې دا تقریباً دولس دیار لسو ممبرانو، دا جی د سر نه واخله ټول دستخطونه پرے کړی دی، جناب سپیکر، چې په دې کارنه کیږی نو مونږبه چرته ځو بغیر د جنګ نه؟ بیا جی زما کوم خاص ریکویسټ دے نو هغه دا دے، چې آیا تاسو ته Subvention په دې ریټ باندې جو کوم په نیشنل فنانس کمیشن ایوارډ کښې Announce شوې دے، آیا پراونشل ګورنمنټ ته Subvention په هغه حساب باندې ملاویږی؟ بیا جناب سپیکر، چېPresident کله ایوارډ ویستلے دے نو هغه بیا Altogether نو مونږه دا وایو چې منسټر صاحب خو به واقعی په هغې کښې ممبر وی نو دوئ خو به یو ممبر وی، او که فرض کړه دغه شان د دې صوبے یو بل منسټر صاحب هم تلے وو او هغه به دغه کښې ممبر وو، دغه ایوارډ اوشو او دغه Recommendations اوشو، په هغې باندې دستخطے اوشوې خو عمل پرے کوم دے؟ نو چې په Net profit کښې زما 26 او 130 ارب روپئی د یو کال دی او د شلو کالو چې راغونډې کړے شی نو 200 یا 300 ارب روپئی Arrears دی، د دې د لاندے زما Arrears منلے شوې دی، ما له هغوې Arrears نه راکوی، د 26 په ځائے باندې 6 ارب راکوی په Net profit کښې Subvention کښې 5 ارب روپئی هغه ما له نه راکوی، نو ما له سوا خو څه کوے ما له خپل حق هم نه راکوی، زه وایم چې یره مونږه کوم قسم قرارداد اولیږو چې فیډرل ګورنمنټ په هغے باندې عمل درآمد اوکړی؟

<u>جناب سپیکر</u>: زما په خیال د دې حواله پکښې ورکول غواړی، چې هغه Implementation-----

سینیئر وزیر: که ستاسو اجازت وی؟ جناب سپیکر صاحب! ما فنانس ډیپارټمنټ ته وائیلی دی چې دا کمیټی کله جوړه شی، تاسو به دهغې سره کښېنئی او چې دوئ کوم قسم معلوماتو او دکوم کوم کال ضرورت وی، نو هغوې به هغه دوئ ته مهیا کوی، او دا زما درخواست دے چې چونکه دا سې عارضی او سیاسی مسئله نه ده بلکه دا زمونږه د پاره د مرګ او ژوند مسئله ده، د دې وجه نه ټول د اپوزیشن لیډرز تقریباً پکښې راغلل، دوئ د ښه Safe & Sound کښېنی او ټول معلومات د را جمع کړی او د Documents په بنیاد یو داسې قرارداد تیار کړی چې هغه د ټول پاکستان د پاره زمونږ یو مثال شی او چې هغې باندې مونږه په مرکز کښې د مستقبل د پاره یعنی د یو اجلاس د پاره نه، For a long future مونږه کیس په مضبوطئی سره لړاؤ کړو، د دې وجه نه تاسو بالکل غیر جذباتی انداز کښې کښېنئی، هر قسم که رجسټر فائل او که څه څیزدے، نو هغه به تاسو ته Available وی او د مستقبل د پاره یو مضبوط بنیاد ایښودل پکار دی، دا به ان شاء الله زمونږ د پاره یوه تاریخی لمحه وی۔

جناب پیر محمد خان: سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: جی، پیر محمد خان صاحب۔

جناب پیر محمد خان: کیدے شی چې تفصیلی خبرې خو پرون دوئ هم کړے دی ځکه چې زه نه وومه، زه به لږ مختصر ستاسو په نوټس کښې راولم، کیدے غے چې مخکښې هم چهیړلے شوې وی، نو پته راته نشته ځکه ئے اووے په دې واپډے کښې زمونږه د صوبے پکښې څه Shares څه حصه ده، تاسو ټولو ته پته ده خو دوئ زمونږ سره یو کهیل کوی، کهیل زمونږه سره دا کوی۔

جناب سپیکر: زما خپل خیال کښې دا آنریبل ممبرز دا Resolution اولیکئی نو د دې د پاره، او دا نور به خبرې کوی او د چا چې څه مسئله وی ان شاء الله هغه به دغه کوؤ، خو دا Resolution ډیر ضروری دے۔

جناب پیر محمد خان: سپیکر صاحب! په دې دا مختصر خبره مے کوله چې دوئ چې مونږه ته په یو لاس کښې پیسے را کوی-----

(مداخلت)

شہزادہ محمد گستاسپ خان: سر! یہ The last item is بجلی کی خالص آمدنی اور نیشنل فنانس کمیشن پر بحث.The honorable Member can take up this issue in that۔

جناب پیر محمد خان: بنه ٹھیک ده۔

جناب سپیکر: دوئ نه وو راغلې کنه، دے پریږدئ چې وائی کنه، تاسو ورشئی دغه اوکړئی۔

جناب پیر محمد خان: هغه Wind up speech ئے کړے دے خوځکه مے-----

جناب سپیکر: او۔

جناب پیر محمد خان: بنه جی۔

جناب سپیکر: شهزاداه گستاسپ خان! ورشئی کنه جی۔

جناب پیر محمد خان: صوبے کے مفاد نہیں چاہیئے، نو زما په دې کښې دا ریکویسټ وو۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب پیر محمد خان: چې زمونږ واپډے په زمه چې کومے پیسے دی نو هغوې زمونږه څه حصه مقرر کړې ده نو هغه مونږ ته راکوی، او بیا را سره داسې اوکړی لکه خپلے هغه پیسے په بل لاس بیا په Back door باندې واخلی۔

جناب زرگل خان: سپیکر صاحب! دوئ ورپسے هم اولیږئی چې مونږ دا خپل قرارداد ونه پیش کړو، یو دے پاتے دے او دوئ هم ورپسے اولیږئی۔

جناب پیر محمد خان: نو په هغې کښې یو سرچارج ورپسے په دې ټول ملک کښې اولګی، نو چې مونږ ته ئے کومے پیسے راکړے وی نو هغه بیا را نه په سرچارج کښې واخلی، په سرچارج کښې زمونږه حصه نشته، بیا ایډیشنل سرچارج پکښې بل یو څیز اولګی، نو بیا زمونږه دے میټرو کښې هغه یونټے راپسے حساب کړی او بیا پیسے جمع شی، په هغې کښې بیا زمونږه حصه نشته، کومے چه ساړھے چھ ارب روپئی راکوی نو هغه را نه په بل لاس بیا اخلی، دوئ د دا یوه مهربانی اوکړی چې هغوې سره د دا یوه خبره هم صفا کړی که تاسو سره زمونږه څه پیسے

وی نو په دې کښې چې تاسو زمونږه د صوبې او د ملک نه کوم سرچارج اخلئی نو په هغې کښې به هم زما حصه وی او که تاسو ایکسټرا سرچارج لګوئ نو په هغې کښې به هم زما د هغې حصه وی، څنګه چې په دې نورو کښې وی، دا دوه درې خبرې مې ستاسو په نوټس کښې راوستې، یو بل مې دا عرض وو چې دا دوه محکمو والا به راغوښتل غواړی، یو ریکوسټ مې دا دې چې زمونږه دا نوی ممبران دی، اکثر دوئ د بعضې خبرونه خبر نه وی، زړو ممبرانو ته اکثر پته وی چې د اسمبلئی اجلاس شروع شی نو د هغوې څه طریقه، ډی اے/ټی اے د هغوې څه حقوق وی؟ مونږه تر اوسه پورې په دې انتظار کښې وو چې د اسمبلئی سیکرټریټ به هم خپله ذمه واری ادا کوی حکومت او وزیر اعلیٰ شته، هغوې به هم خپله ذمه داری ادا کوی خو د ډیر لرې لرې نه لکه د چترال، کوهستان او د ډی آئی خان نه ممبران راځی او زما خیال دې چې دا څومره وخت چې د دوئ اوشو نو ټی اے /ډی اے چا ته نه ملاویږی او اوس پکښې اکاؤنټ والا وائی چې تاسو به د هوټل نه بل راوړئی نو په هغې به تاسو ته Payment کوؤ، زمونږه بعضې علماء کرام غریبانو د بهر نه هغه بلونه راوړې دی، د هغې د پاسه هم ورته Payment نه کوی، دا ډیره زیاته د افسوس خبره ده، اوس چې کومې لوبې شروع دی، د دې ممبرانو سره چې کوم مذاق شوې دې، دا صرف د دې د پاره چې Majority اکثر د نوې ممبرانو راغلې ده او دوئ د زیاتو قوانینو خبر نه دی، نو په دې وجه ځکه تنګول ورسره کوی، زه د خپل ځان خبره نه کومه خو دا ټول زما رونړه دی، او څه پکښې نوی ممبران دی، چې نوی ممبران دی نو تاسو د دې د پاره اکاؤنټنټ جنرل راؤغواړئی، هغه دلته کښې زمونږ سره په اسمبلی کښې کښینوئی، چې آخر د دې ممبرانو چې کومه ټی اے/ډی اے او د دوئ خرچونه کیږی، دا یو یو ممبر چې د کوهستان، ډی آئی خان او د چترال نه راځی، دلته کښې هغوې سره د کلی او د حلقې څومره خلق ډیره وی، د هغوې هغه خرچې څومره په دوئ باندې بوجھ ده او دوئ ته څه ملاویږی؟ زه دا مطالبه نه کومه تنخواه ورله سوا کړه؟ د بل څه مطالبه نه کوم حق او چې کوم Privileges دی، هغه دوئ ته آخر ولې نه ملاویږی؟ بیا دې ته ورته اوګورئی چې کمرې ورته اوس په مارچ کښې حواله شوې او کرایې چې

کله ممبران شوی وو نو دهغے وخت نه ئے ترینه کټ کړی دی، تاسو دا پته هم لږه اوکړئی چې کمرے خو تراوسه پورے د فوجیانو سره وے، اوس په مارچ کښې کمرے ملاؤ شوې او کرایه ترینه دهغه وخت نه کټ کیږی چې کله نه ممبران شوی دی۔

جناب سپیکر: دا تاسو په Net profit باندې بحث کوئی کنه، په څه باندې بحث کوئی؟

(تالیاں)

جناب پیر محمد خان: نه دا دوه خبرې مے تاسو په نوټس راوستلے، یوه خو دا اکاؤنټنټ جنرل خپل دفتر ته راوغواړئی، چې ورسره لږ کښینو او خبره ورسره اوکړو، هغه خو مے د بجلئی خبره ده، هغه خو زما خیال دے، Wind up speech شوې دے نو ځکه مے لنډه کړه، او دریمه خبره دا ده چې په ما پیسے د ټیلی فون یو بل راغلے دے، زما خیال دے چې دوئ سره زوړ ریکارډ دے او دوئ بیا څه پته هم نه کوی، دوئ ماته وائی چې ستاسو نه به ټیلی فون کټ کړو، حالانکه د هاسټل ټیلی فون دے او دهغې بل خومونږه اوس هغه ورځ ورکړے دے، د دس هزار مه د پاسه روپئی ئے راپسے حساب کړی دی، نو دا محکمے والا به هم راغوښتل غواړی چې په دې هم دلته کښې ستاسو په دفتر کښې ما سره کښېنئ چې دوئ د څه خیز پیسے ما پسے حسابوی؟ که د هاسټل دغه وی، خو اوس زما سره بل شته دے اوس مے Payment کړے دے که د بل چا ټیلی فون وی، که کوم ځائے که څه Billing وی نو هغه Computerizedنظام دے، هم دلته کښې راؤغواړئی، دا دوه محکمو والا به هم رااوغواړئی چې دوئ سره حساب کتاب کول غواړی، او بله د بجلئی شارټ خبره مے ځکه کوله چې ما اووے چې غالباً Win up speech شوې دے نو ځکه په تفصیل کښې نه تلم، شکریه جی۔

جناب سپیکر: سیکرټری صاحب! خبرې د د آنریبل ممبر واوریدے، زما په خیال د دې نوټس واخله او هغې محکمو سره رابطه اوکړه او را اوئے غواړه چې مسئله Settle شی، زرګل خان سره د خپل قرارداد ونو ډیر غم دے۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: دا جی قرارداد چې څوک داخل کړی نو دهغے څه اندازه شته چې څو ورځے پس به بیا دهغے جواب ورکوی؟ او که نه؟ زمونږه خو څلور ورځے اوشوې او قرارداد مو داخل کړے دے چې یره شامل شو که شامل نه شو؟

جناب مختیار علی: پیر محمد خان! دا مولانا صاحب تاسو لږ پوهه کوئی کنه خوا کبنې ورسره ناست یئی، دے لږ په دغه باندې پوهه کوی د دې نه مخکبنې چې دے پاځی۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: دے لږ په دغه باندې پوهه کوئی، دا دومره غټه خبره خو نه ده۔

قراردادیں

جناب سپیکر: قرارداد نمبر 20، جناب مشتاق احمد غنی صاحب۔

جناب مشتاق احمد غنی: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ قرارداد نمبر 20۔

''یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ شاہراہ ریشم پر بے تحاشہ ٹریفک ہونے کی وجہ سے حسن ابدال تا مانسہرہ سڑک کو دورویہ کیا جائے۔''

جناب سپیکر! یہ ایک ایسی سڑک ہے کہ شاہراہ ریشم کی وجہ سے اس پر ٹریفک کا بہت زیادہ پریشر ہے اور اس روڈ کی بڑی اہمیت ہے، ہمارے ہزارے کے ساتھ بالخصوص جب یہ موٹر وے بنی تو بھی ایک بڑی ناانصافی کی گئی، پہلے پلاننگ یہ تھی کہ موٹر وے جو کہ راولپنڈی پہ آکے ختم ہو رہی ہے، یہ حطار کے راستے جہاری کس ہوتے ہوئے غازی کو ''Touch'' کرتے ہوئے، پورے ہزارے کے اس ایریا سے And then frontier میں Enter ہو جائے گی، لیکن اس وقت بھی موٹر وے ہزارے کو ''Touch'' کئے بغیر باہر سے گزار دیا گیا، اب اس روڈ پر اگر آپ حسن ابدال ٹو مانسہرہ جائیں تو اتنا زیادہ ٹریفک کا رش ہے کہ اس ایکسیڈنٹ کی Ratio بہت زیادہ ہے اسی رش کی وجہ سے اور Some times جب چائنا سے بڑے بڑے کنٹینرز کی لائنیں لگیں ہیں، سو سو، پچاس پچاس بڑے ٹرکس ایک وقت میں گزرتے ہیں تو اس سے ٹریفک میں بہت زیادہ خلل واقع ہوتا ہے، میری اس اسمبلی سے یہ گزارش ہے کہ مرکزی حکومت سے یہ قرارداد پاس کر کے سفارش کی جائے کہ وہ اس سڑک کی تعمیر کرے، اس سے ہمیں دو فائدے ہونگے، ایک تو یہ ہے

کہ اسے دورویہ کرنے سے ہزارہ براہ راست موٹروے کے نزدیک ہوجائے گا،Connect ہوجائے گا، And No. 2 اس روڈ کے اوپر ٹریفک کا پریشر جو ہے، وہDivide ہوجائے گا تھینک یو۔

جناب سپیکر: زما پہ خیال ډیر معصوم قرارداد دې، تاسو د دې پہ بارہ کښې څہ وائی؟

قاضی محمد اسد خان: جناب سپیکر! میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: آپ بھی اسکی تائید کرتے ہیں، مجھے پتہ ہے، ہم سب بھی تائید کرتے ہیں۔

قاضی محمد اسد خان: اور یہ گزارش کرتا ہوں کہ اسکو Unanimously پاس کروایا جائے۔

جناب مظفر سید: پوائنٹ آف آرډرسر، قاضی صاحب دے خپل ځائے تہ لاړ شی، بیا د خبرہ کوی، قاضی صاحب اپنی جگہ پر کھڑے ہوکر بات کریں۔

قاضی محمد اسد خان: جناب سپیکر! ہم مشتاق غنی کی قرارداد کی تائید کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ Is it the desire of the House that the Resolution moved by the honorable Member may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is passed unanimously.

(تالیاں)

جناب سپیکر: Next قرارداد نمبر 22، جناب زر گل خان صاحب۔

جناب زر گل خان: تھینک یو جی، قرارداد نمبر 22۔

"یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ چونکہ کالاڈھاکہ ایف آر مانسہرہ پسماندہ علاقہ ہے اور اس کے طلباء کے لئے صوبائی صحت اکیڈمی پشاور میں پیرامیڈکس ڈپلومہ کورس کے لئے نشستیں مخصوص نہیں ہیں، لہذا حکومت دیگر ایف آر اور پسماندہ علاقوں کی طرح کالاڈھاکہ ایف آر مانسہرہ کے طلباء کے لئے بھی صوبائی صحت اکیڈمی پشاور میں پیرامیڈکس ڈپلومہ کورس کرنے کے لئے علیحدہ ایک عدد فریش

اور ایک عدد ان سروس نشستیں مختص کی جائیں۔" دا هم د غسې پاس کړئی جی، څه به ئے اوړ دوؤ۔

<u>Mr. Speaker</u>: Health Minister, Minister concerned.

ہیں یا نہیں ہیں؟

<u>آوازیں</u>: نہیں ہیں۔

<u>جناب سپیکر</u>: اچھا، تو کوئی اور Collectively responsibility بنتی ہے، جی آصف اقبال۔۔۔۔۔

(تالیاں)

<u>جناب آصف اقبال (وزیر اطلاعات)</u>: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ چونکه متعلقه وزیر صاحب هم نشته خو انشاء الله د دوئ دا کوم تجویز دے، دے باره کښې به کښینو او ان شاء الله غور به پرے اوکړو او که قابل عمل وو نو فی الفور به پرے انشاء الله عمل اوکړؤ۔

<u>جناب زرگل خان</u>: جناب سپیکر غریبه علاقه ده، دوئ ترے بنه خبر دی، دوئ که د وفاق هغه د غسې پاس کوی نو نو د زر ورله ورکړئی۔۔۔۔۔

(قہقہے)

<u>جناب کاشف اعظم</u>: سپیکر صاحب دا خو به هر علاقے والا داسې غواړی، دا خو به زه هم وایم چې علاقے د پاره، د پیښور سیټونه هم پکښې مختص کړئی او د بلے علاقے د پاره خو دا خو به یو سلسله شروع شی، زه به صبا مطالبه اوکړم چې زما علاقے له هم سیټونه پکښې مختص کړئی۔

<u>جناب زرگل خان</u>: هغه به بیا تاسو قرارداد پیش کړئی او مونږ به ئے حمایت اوکړو۔

<u>محترمہ ریحانہ اسماعیل</u>: جناب سپیکر صاحب! دهغوی چې دومره لائق د زرگل صاحب په شان کسان راځی نو په میرټ د راځی کنه نو سیټونو مختص کولو ته څه ضرورت دے؟

<u>جناب سپیکر</u>: زرگل خان، خبرې د واوریدے؟

جناب زرگل خان: سرا علاقه ده ډیره ورستو جی او اوس وزیر صحت صاحب نشته، پرون هم دغه جهګړا وه هلته کښې دغه ډاکټران او ډسپنسران نه ځی نو چې خپل ئے راشی نو هلته کښې به دغه شی د دوئ پرے څه لګی۔

جناب سپیکر: زما په خیال دهغوی د راتلو پورے ئے Pending ساتو چې مهربانی اوکړی ګنی اوس خو جوړے-----

جناب زرگل خان: کمیټئی ته نه حواله کوئی؟ زه وایم دغه اوکړئی، دغه کمیټئی ته ئے حواله کړئی، مونږه به ئے هلته کښې پوهه کړو جی۔

جناب سپیکر: افتخار احمد خان جھگڑا صاحب۔

جناب افتخار احمد خان جھگڑا: دوئ ټهیک وائی دے علاقے ته سپیشل دغه ورکړی شوی دی په تعلیم کښې هم او په هر څه کښې کنه، نو دا خو داسې څه خاص میډیکل کالج یا انجینرنګ کالج نه ده، یو معمولی ټیکنیکل ټریننګ دے، یو ورکوټے غوندے Institute دے او ځائے پکښې ډیر دے بلکه زما په علاقه کښې پروت دے، هغه سیټونه چې کوم زما علاقے له ورکوئی نو دهغوی په ځائے د هغه دوه سیټونه کالا ډهاکه له ورکړی-----

(تالیاں)

جناب پیر محمد خان: زه لږ ریکوسټ کومه دا د زرګل خان قرارداد دې، زما خیال دے په دې هیڅ نقصان نشته، دا ټریننګ خو خلق په خپلو پیسو کوی او د کالا ډهاکه نه زیاته پسمانده علاقه به بله په دې صوبه کښې کومه کیدے شی؟

جناب سپیکر: بونیر، بونیر کیدے شی۔

جناب پیر محمد خان: بونیر او بنوں خو د ټولو نه پسمانده دی، داسې مه وائی، یو بنوں دے او دوئم بونیر نمبر 2 دے، خو کالا ډهاکه ته جی سیټونه ورکړئی۔

جناب سپیکر: شهزاده ګستاسب خان، اولیږئی، شهزاده صاحب ئے مخالفت کوی۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان: میں مخالفت تو نہیں کرونگا، سر! بات اسطرح سے ہے کہ میڈیکل کالجز میں، دیگر پروفیشنل کالجز میں جہاں پر بڑی اہمیت کی حامل سیٹیں ہیں، وہ تو کوٹہ پر پسماندہ علاقوں کو دی گئی ہیں تو یہ

ایک عام جیسی ٹیننگ ہے، جس کے لئے ضروری ہے، اگر کالاڈھاکہ کواس میں سیٹ دی جائے، اس لئے کوئی بھی Settled area کے لوگ Backward areas میں سروسز کے لئے نہیں جاتے تو جناب، یہ بھی ریزولیوشن، اگر یہ پاس ہو جائے تو Backward areas کو اس سے تقویت ملے گی۔

جناب مظفر سید: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: جی مظفر سید صاحب۔

جناب مظفر سید: جناب سپیکر! میرے خیال میں واقعی یہ ایک معصوم قرارداد ہے تو ہم بھی ریکوسٹ کرتے ہیں کہ زرگل صاحب کیساتھ رعایت کی جائے اور یہ پاس کی جائے تو کوئی قباحت نہیں ہے اس میں۔

جناب سپیکر: جناب عبدالاکبر خان۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر صاحب! زما هم یو معصوم شان قرارداد دې که چرے تاسو په دې قرارداد ونو پسے ئے واخلئی یا اوس ئے اخلئی نو بنه به وی۔

جناب سپیکر: روستو، اوس خو به ایجنډا باندې بالکل راروان دی، بالکل اخلو به ئے، جناب مولانا عصمت الله خان صاحب۔

مولانا محمد عصمت اللہ: جناب سپیکر! کہتے ہیں کہ:

قدرے زرزر گرشناسہ۔

قدر جوہر جوہرں۔

قدر گل بلبل شناسہ۔

قدر دلدل شاہ علی۔

(نعرہ تحسین)

میرے خیال میں، پسماندہ علاقہ کیا ہوتا ہے اور پسماندہ علاقے میں تکالیف کیا ہوتی ہیں؟

جناب سپیکر: وہ کوہستان۔۔۔۔۔

مولانا محمد عصمت اللہ: تو وہ پسماندہ علاقے کے لوگ ہی جانتے ہیں اس لئے، چونکہ پسماندہ علاقے سے ہم ہیں، ہمیں پتہ ہے کہ وہاں کیا تکالیف ہیں، علاقے کے کیا مسائل ہیں؟ تو میرے خیال میں اسے متفقہ طور پر منظور کرنے میں صوبے پر کوئی اتنا بڑا بوجھ نہیں پڑیگا۔

جناب شاہ راز خان: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جی شاہ راز خان۔

جناب شاہ راز خان: ځما ګزارش دا دے زه مخکښې هم پا سیدلے ووم خو تا سو ورته اوولے چې لږ روستو به خبره او کړے ، مهربانی جی، اجازت مو را کړو، مسئله دا ده جی چې پرون مونږ ته پته لګیدلے ده، زمونږ به ضلع کښې، په ملاکنډ ایجنسئی۔۔۔۔

جناب سپیکر: نه دا دے قرارداد متعلق خبره ده؟

جناب شاہ راز خان: نه جی، بله څه خبره ده، ډیره اهمه خبره ده جی۔

جناب سپیکر: نه نه، جی روستو، اهمه خبره روستو، د دې نه روستو۔۔۔۔

جناب شاہ راز خان: ګورئی جی 21 کنال ځائے د حکومت خرڅه شوې دے۔۔۔۔ جناب سپیکر: د دې نه روستو۔

جناب شاہ راز خان: خبره واورئی جی، ایک کروړ روپئ باندې 21 کنال ځائے خرڅ شوې دے، دا سې ځائے دے چې هغه د 20 کروړ روپو ځائے دے۔۔۔۔

جناب سپیکر: د دې نه روستو موقع درکوم کنه، موقع درکوم، مظهر علی شاه صاحب۔

سید مظہر علی قاسم: شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: د دې سره تعلق خبره ده؟

سید مظہر علی قاسم: او جی، او سر! سر زه د دې حمایت کومه اور میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ چونکہ کالا ڈھاکہ جو ہے، وہ انتہائی پسماندہ ہے، اسی طرح سے کاغان جو ہے، وہ اس سے بھی زیادہ پسماندہ ہے تو اس کے اندر Amendment کی جائے سر، اس کے اندر Amendment کر کے کاغان کو بھی شامل کیا جائے، انتہائی دور دراز علاقے ہیں، وہاں پر کچھ بھی نہیں ہے تو ان دونوں کو وہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: زر گل خان صاحب۔

جناب زر گل خان: دا سر، په میډیکل کالج کښې سیټونه دی چې په هغے ډیر دغه راځی، دا څه خبره، منسټر صاحب به پرے هډو پوهه شوې نه وی۔

جناب سپیکر: نه جی، شاه صاحب وائی چې زه ورسره-----

جناب زر گل خان: نه، هغه خو حمایت کوی جی خو زه-----

جناب سپیکر: نه هغه وائی چې زه ورسره خپله علاقه شاملومه۔

جناب زر گل خان: سر، تاسو د دې دغه او کړئی دغه کالا ډهاکه چې ده-----

جناب بشیر احمد بلور: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: جناب بشیر احمد بلور صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: زما دا ریکویسټ دے چې دا کوم قرارداد دې، دے کښې داسې خبره نشته چې نوے ډاکټر د پاره میډیکل کالج دوئ څه کوټه ځان له غواړی یا میډیکل کالج کښې څه مخصوص نشست غواړې، دا خو ډپلومه ده او ډپلومه د پاره میټرک پاس سړے تلے شی او خرچې هم خپله کوی نو بیا زما خیال دے چې حکومت په دې باندې څه اعتراض دے ؟ پکار دا ده چې تاسو دا هاؤس ته Put up کړئی او زما خیال دے دا ټول هاؤس به دا دے حمایت کوئی۔

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that the resolution moved by the honorable Member may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes'. And those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is passed by majority.

(تالیاں)

جناب سپیکر: Next قرارداد نمبر 26 شہزادہ محمد گستاسپ خان صاحب، میرے خیال میں پتہ نہیں ہے آپکو۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان: "یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ ہمارے ملک خصوصاً صوبہ سرحد میں آئے دن ہیروئن کا استعمال بڑھتا جارہا ہے،

ہیروئن کے عادی لوگ اپنے نشے کو پورا کرنے کے لئے اکثر وبیشتر چوری، ڈکیتیوں اور دیگر برائیوں میں بھی مبتلا ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے معاشرے کی خرابیوں میں اضافہ ہو رہا ہے، لہذا حکومت نشے کے عادی مریضوں کے علاج کے لئے Rehabilitation center اور Detoxification centers قائم کرنے کا بندوبست کرے تاکہ نوجوان نسل کو تباہی سے بچایا جائے"

سر! میں اس میں تھوڑی سی ریکوسٹ کرونگا کہ اس میں ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شہزادہ صاحب! پہلی مرتبہ آپ بڑی اہم قرارداد لائے ہیں۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان: سر، میری ساری قراردادیں بڑی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں، سر! اس میں میں نے جو قرارداد Originally دی تھی، That was also for provincial Government صرف مرکز کو سفارش کو سفارش کی نہیں دی تھی، بلکہ یہ Health Department is a provincial subject and it is fully competent of dealing with such things تو میرے خیال میں، اس میں تھوڑی سی ترمیم کی جائے کہ صوبائی حکومت اور وفاقی حکومت اس کام کو کرے، سر! میں سمجھتا ہوں آج ہیلتھ منسٹر بھی نہیں ہیں، لیکن The senior Minister is here یہ گزارش کرونگا کہ یہ جو Usher and Zakat Minister is also here, میں یہ ریکوسٹ کرونگا سر، اس مسئلے کا نوٹس لینا بہت ضروری ہے سر، اس سے پہلو تہی کی جارہی ہے مدتوں سے، ہیروئن کو برا کہا جاتا ہے ہیروئن کے عادی لوگ جو ہیں وہ بیچارے دردر کی ٹھوکریں کھاتے ہیں، وہ نشہ پورا کرنے کے لئے کئی چیزوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں، لیکن Serious attempts آج تک کوئی نہیں کئے گئے، آپ ڈسٹرکٹ لیول پر دیکھیں، تحصیل لیول پر دیکھیں، کوئی Detoxification centers یا Rehabilitation centers نہیں ہیں، ہم اس پر تو کوشش کرتے ہیں سر، کہ کوئی ایسے اقدامات کریں جن سے کہ لاء اینڈ آرڈر کی سیچوئشن نہ پیدا ہو، پولیس کو اسلحہ خریدنے کے لئے سہولتیں دینے کے لئے لاکھوں کروڑوں روپے رکھے جاتے ہیں کہ ڈکیتیوں کو اور اس قسم کی غلط وارداتوں کو روکا جائے، لیکن دوسری طرف جو ایک فوڈ فیکٹری بن چکی ہے برائیوں کی، یہ نشے کی عادی لوگ جو بیچارے نشے کو پورا کرنے کے لئے مختلف وارداتوں میں ملوث ہوجاتے ہیں، مختلف برائیوں میں ملوث ہوجاتے ہیں، ان کے علاج کے لئے اس صوبے میں کوئی ایسی جگہ مقرر نہیں کی گئی ہے، کوئی ایسی جگہ بنائی نہیں گئی ہے، آپ ضلعوں کا

سروے کرائیں سر، ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو ڈائریکٹ کریں، وہ دیکھے کہ کتنے لوگ نشے کے عادی ہیں؟ باہر کے لئے آپ دیکھیں کتنی پابندیاں کی جارہی ہیں، یہاں سے ہیروئن باہر سمگل نہیں ہو سکتی اس کے لئے انتظامات کئے گئے ہیں، لیکن اپنے ملک میں اپنے غریب عوام کے لئے کوئی ایسا بندوبست نہیں کیا گیا، کیونکہ باہر سے رد کی گئی چیز پھر اپنے ملک میں استعمال ہوتی ہے، اپنے ملک میں جب استعمال ہوتی ہے تو یہ آگے بیچارے پسے ہوئے عوام غریب لوگ جو ہیں، وہ اس کا پھر شکار ہوتے ہیں جو اپنا علاج معالجہ نہیں کرا سکتے اور یہ تباہی پھیلتی جارہی ہے، سر تو اس سلسلے میں میری ہاؤس سے یہ گزارش ہے کہ This should be made binding on the provincial Government کیونکہ ہم Province میں اپنے والے لوگ ہیں اور یہ ترمیم سر ہاؤس سے کروائی جائے کہ صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت دونوں اس چیز کا بندوبست کریں سر یہ ترمیم آپ پوچھ لیں ہاؤس سے، یہ منظور ہو سر تو۔۔۔۔۔

جناب جمشید خان: جناب سپیکر صاحب! دے بارہ کښې زه هم یو خبره کول غواړم۔

جناب سپیکر: حاجی جمشید خان صاحب۔

جناب جمشید خان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریه جناب سپیکر دا هم د دې شهزاده صاحب قرارداد سره Related خبره ده، زما په حلقه ناؤګئی کښې یو Rehabilitation center وو د Drug addictives د پاره او هسپتال کښې به هم د ټولے صوبے کسان، د علاقے کسان به راتلل او هلته به علاج کیدو، او کوم کسان چې به د علاج نه بنه شول، هلته ټریډ سنټرز وو، هغې کښې به ئے ورته مختلف ټریډز کښې ټریننګ ورکولو، اوس د بدقسمتئی نه هغه سنټر ختم کړو دوئ، وزیر صاحب چې راغلې وو، مونږ ورسره هلته هم خبره کړې وه، دوئ د نوے جوړولو خبره کوی او مونږ ته هغه شته ئے ختم کړؤ، چې داسې څه طریقه راوباسئی چې هغه بحال پاتے شی، ځکه چې د خلقو پکښې ډیره فائده ده۔

جناب سپیکر: حافظ حشمت صاحب۔

جناب حشمت خان (وزیر عشر وزکوۃ): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ محترم سپیکر صاحب! دے بارہ کښې ډیر اهم ایشو باندې محترم شهزاده صاحب قرارداد پیش کړو، زه د ټول ایوان په نوټس کښې دا خبره راوستل غواړم چې تقریباً دوه میاشتے

اوشوې، تاسو به پریس باندې هم ګورئ چې دے د پاره مسلسل مونږ هوم ورک اوکړو، په هغې کښې هوم، په هغے کښې آئی جی پی، په هغے کښې هیلتھ منسټر او پرون نه هغه بله ورځ هم په دې معامله کښې زمونږ آخری یو میټنګ اوشو، مونږه به فرسټ په تجرباتی بنیاد باندې د دې سټارټ ان شاءالله تعالیٰ د پیښور نه اخلو او خصوصاً د پیښور د صوبائی اسمبلئی رونړوته به ځما دا درخواست وی چې دا، چونکه مونږ په پیښور کښې په تجرباتی بنیاد باندې شروع کوؤ او دا به ان شاءالله تعالیٰ نورو ډسټرکټ ته مونږ بنوروؤ، نو د دې به ځان له زه یو نشست هم کوم، دے کښې به زه تاریخ د اسمبلئی په میټنګ کښې بنائیم چې په هغې کښې ما سره کیښنی، په دې جی ټی روډ باندې Blind institute دے ، 19 تاریخ نه به مونږه دلته یو کریش پروګرام شروع کوؤ، دلته دوست ویلفیئر یو این جی او ده چې زمونږه ډیپارټمنټ سوشل ویلفیئر هغے ته فنډز ورکوی، هغے سره زمونږ یو Agreement دے چې هر درے میاشتو بعد 45 Patients د هغے Rehabilitation مونږ د پاره هغوې کوئی، هیلتھ منسټر هم په هغې میټنګ کښې ناست وو، مونږه ایل آر ایچ کښې هم هغې د پاره Beds کتلی دی، د هغې د پاره په خیبر هسپتال کښې Beds کتلی دی او په کمپلیکس کښې مو هم Beds کتلی دی او د هغے ځائے ډاکټرانو سره مو رابطه کړې ده، ستره لاکھ روپئی ما د سوشل ویلفیئر د فنډ نه دریو میاشتو د کریش پروګرام د پاره دے سلسله کښې مختص کړی دی، چې په هغے کښې په دغه میټنګ پوائنټ کښې به مونږ را جمع کوؤ او چې کوم فوری طور فرسټ ایډلږ دغه وی نو د هغوې علاج به په موقع کوؤ، او نور به د دغه ځائے نه، د دوست ویلفیئر نه ایل آر ایچ ته، خیبر ته او موورته وئیلی دی چې May be د دې کریش پروګرام په نتیجه کښې مونږ سره Patients زیات راشی، لهذا تاسو یوا داسې خصوصی وارډ که چرے دا Patients مونږه سره زیات شی چې هغه مونږه سره Available وی او ان شاءالله تعالیٰ دا یو ناسور دے، دا یو لعنت دے او د ایم ایم اے حکومت به انشاء الله د دې سماج د بهبود، د خلقو د فلاح د پاره دا ثابتوی خو ستاسو تعاون پکښې بیا هم ضروری دے، زه بیا هم ریکوسټ کوم چې چرته ډیر داسې، او دے کښې ما دا هم وائیلی دی، آئی جی پی صاحب ته ما وائیلی دی

چې دا اوس به اپوزیشن والا دا خبرې اوچتوی نو زه ئے د مخکښې نه کومه چې دے کښې کوم میجرخلق Involve دی، چې کوم ځائے نه Provide کیږی، هغے باندې به هم چهاپے لګوی، هغه به هم نیسی، داسې نه چې د لسو روپو والا غل راونیسی او د سلو والا بچ پاتے شی، اول به انشاءالله د سل والا را نیسو او بیا به د لسو والا هم را نیسو، او دا مے ورته وئیلی دی ان شاءالله 19 تاریخ نه به د دې Campaign باقاعده آغاز کیږی (تالیاں) او دے ضمن کښې به زه د صوبائی اسمبلئی د پیښور ګیاره ممبران رونړو سره خصوصی نشست کول شواړم او دا مے ورسره وعده ده ان شاءالله تعالیٰ چې دغه رنګے چې کوم ځائے کښې نور مونږ سره سنټرز دی، دوئ پرون دا خبره اوکړه، دا بالکل داسې نه ده، په دې به مونږ کښینوحقیقت دا دے چې دغه سنټرز دے مقاصدون د پاره جوړوو خو بالکل فعال نه دی، زه چې کومے ضلع ته تلے یم، هغے مقاصد ترے نه حاصلیږی، هغوې ته دا ما وئیلی دی چې دا به اوس فعالوؤ، اوس د ایم ایم اے حکومت راغلے دے، د خلقو مونږ نه توقعات دی، د حکومت بلډنګونه دی، ایمپائیر دی او هیځ په هیځ رانه تنخواه نه شی اغستے، هغوې ته به دا کار حواله کوؤ ان شاء الله تعالیٰ، پښور کښې به په تجرباتی بنیاد شروع کوؤ او ان شاءالله ټولو ضلعو ته په مزه مزه که خیر وی، دا څیزونه شروع کوؤ۔۔۔۔۔

جناب نادر شاہ: جناب سپیکر صاحب! دے بارے کښې دا خو چونکه ډیره ضروری مسئله ده، مونږه د شهزاده صاحب د قرارداد حمایت کوؤ خو چونکه دا مسئله صرف د پیښور ضلع پورے نه ده، ټول صوبه سرحد چې کوم دے، هغه په دې څیز کښې په دې موجوده آفت کښې Involve دے او چې څنګه مطلب دا دے مونږ د دې خبرې شکریه ادا کوؤ چې دوئ دا ابتدائی اسټارټ د دې ځائے نه اخلی خو، لیکن د نورو ضلعو د پاره هم بالکل دغه شانتے یو پلاننګ ایښودل پکار دی او په دې فوری طور عمل کول پکار دی، ځکه چې زمونږ نوجوان نسل په دې څیز باندې تباهی طرف ته روان دے او څومره نقصان داشے زمونږه ملک ته رسوی، د دې نه علاوه بل شے ورته نه رسوی، نو لهذا شهزاده صاحب چې کوم قرارداد پیش کړے دے، د دې مونږ حمایت کوؤ او دے کښې د دوئ

Extension او کړی په دي خپل ابتدائی پروګرام کښې ځکه چې دے یوے ضلع پورے دا شي محدود نه دے بلکه نورے ضلع چې کوم دی، هغه هم د دې شا نتے دی۔

جناب سپیکر: شہزادہ صاحب۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان: سر! میں منسٹر صاحب کے جذبات کی قدر کرتا ہوں، یہ بڑے فعال اور efficient ہیں، یہ کوشش کررہے ہیں اس میں، لیکن جو قرارداد ہے سر، It is regarding Detoxification and Rehabilitation centers قائم کرنے کے بارے میں ہے اور اس میں کوئی تجرباتی بات تو ہے نہیں، علاج ہے دنیا میں ہر چیز کا، اب Detoxification centers میں بیرونی ممالک میں بڑے اچھے طریقے سے فعال طریقے سے کام کررہے ہیں، سگریٹ چھوڑوادیتے ہیں اور نشے کی چیزیں جو ہیں، وہ چھوڑوادیتے ہیں آدمی سے، تو اس میں تجربے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، یہ سنٹرز قائم کرنے کی ضرورت ہے اس میں، اسکے ماہر لوگ جو ہیں ڈاکٹرز وغیرہ، این ڈبلیو ایف پی میں اس کی کوئی خاص کمی نہیں ہے اللہ کے فضل وکرم سے تو میری یہ درخواست ہے کہ تجرباتی ہر چیز پشاور میں، پشاور ہمارا کیپٹل ہے، ہم چاہتے ہیں ساری چیزیں یہاں پر ہوں، لیکن اب تجربے ہی ہم نہیں چاہتے، ہم چاہتے ہیں کہ عملی طور پر ضلع میں Detoxification، کیونکہ یہ ایک مرض بہت تیزی سے پھیل رہا ہے، اگر اسے ہم نہیں روکیں گے تو یہ نہیں رکے گا کبھی بھی اور دوسرا سر، اس میں پولیس کا بھی کوئی کام نہیں ہے کہ آئی جی وہ کریں، یہ ہیلتھ سے Related ہے، وہ ہیروئن سمگلرز کو، ان لوگوں کو جو اس کا کاروبار کرتے ہیں، انہیں ضرور پکڑیں، لیکن یہ Purely انسانی مسئلہ ہے سر اور اس صوبے کی نوجوان نسل تباہی کی طرف جارہی ہے، اگر اس کا کوئی تدارک نہ کیا گیا تو ہم بڑے نقصان میں ہونگے اور سترہ لاکھ روپے سر It is no money for this purpose اس کے لئے خاطر خواہ گرانٹ رکھی جائے تاکہ ان بچوں کا علاج کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: خلیل عباس صاحب۔

جناب خلیل عباس خان: سپیکر صاحب، منسټر صاحب چې کومه خبره او کړه، دے کښې هیڅ شک نشته چې هغوي حکومتی سطح باندې دے د پاره کوشش کوی

جی خو Detoxification center یو بنیادی خبرہ دا دہ، پہ لاهور کښې یو موجود دې، پرائیویټ سیکټر هغه جوړ کړے دے جی چې هغې کښې چې کوم مریضان داخل وی نو هغوې سره د ملاویدو اجازت بالکل نه وی، هلته دوئ خپل بچو او ښځے سره هم نه شی ملاویدے درے میاشتو د پاره Total care هغه هسپتال کوی جی، منسټر صاحب د ایل آر ایچ یا د خیبر هسپتال ذکر اوکړو جی، هلته خو به دوئ هر څه اوکړی، بیډز به هغوې ته مختص کړی، هر څه به هغوې ته اوکړی خو هغوېته هیروئن هلته ډیر په آسانئی سره ملاویدے شی، نو زما دے ضمن کښې د اتجویز دے جی چې دا Proper د Detoxification center چې دے، هغه چې په کوم اصولو باندې یا په کوم بنیادونو باندې جوړیږی چې هغه بنیاد باندې دا جوړ شی نو هغه نه به څه ښه نتائج مونږ حاصل کړے شو۔

جناب سپیکر: جی، آصف اقبال صاحب۔

جناب آصف اقبال (وزیر اطلاعات): آنریبل ممبر، شهزاده صاحب خبره اوکړه چې یره دا صرف پیښور پورے محدود نه دے پکار زه دوئ ته دا وائیل غواړم چې څنګه چې زما رور او فرمائیل چې یو غیر سرکاری تنظیم "دوست ویلفیئر" چې کوم دے نو هغوې لګیا دی، هغوې په نورو ضلعو کښې هم Detoxification او Rehabilitation سنټرز قائم کړے دی، نو څنګه چې حشمت بهائی اووئیل چې مونږ د دې د پاره اولس لکهه روپئی مختص کړی دی، کوشش دا دے چې دے د پاره یو Permanent سنټر چې کوم دے، مونږ Establish کوؤ په دې صوبه کښې او خصوصاً په Capital city کښې چې په هغے کښې د هغے Detoxification اوشی او بیا هغې د پاره د Permanent Rehabilitation بندوبست مونږه اوکړے شو، نو دا پروګرام چې کوم دے، صرف د دې ضلع د پاره نه دے بلکه دا د ټول صوبے د پاره دے، او دا څنګه چې زما ورور اووئیل چې Start مونږه د پیښور نه اخلو ځکه چې دا Capital city ده نو دے باندې Inflation ډیر زیات دے، او د دې آبادی هم د نورو صوبے د ضلعونه چې کوم دے نو هغه سوا ده نو ځکه Start د دې ځائے نه اخلی، دے نه علاوه د Rehabilitation د پاره زمونږ چې کوم څومره غټ غټ هسپتالونه دی، په هغوې کښې بیډونه چې کوم مختص دی نو د Detoxification نه پس په دغه مریضان یا دغه زمونږ چې کوم رونړه

دی، دا چې کوم نشه یافته دی، دوئ به دغه وارډونو ته ځی او ان شاءاللہ دوئ پورا علاج به کیږی، نو دا کریش پروګرام کومه خبره چې اوشوه نو هغه Starting point دے، د یکم تاریخ نه چې دا Start کیږی به ان شاء اللہ او ر بیا به دا Carry on وی انشاء اللہ۔

جناب سپیکر: جی، بشیر احمد بلور صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: ما دا عرض کولو چې منسټر صاحب خو د دې حمایت اوکړو چې دا منسټر پکار دی چې جوړ کړے شی او کریش پروګرام چې دے، هغه بل طریقے سره روان دے او که مونږ ئے جوړوو نه نو بیا خوئے Put up کړی، چې ګورنمنټ وائی یا مونږه وایو نو بیا خو د جهګړے څه خبره نشته، خو دا شے چې دے دا دومره ضروری دے، دے د پاره څنګه چې ګستاسپ صاحب تقریر هم اوکړو۔

جناب سپیکر: ګستاسپ خان پکښې Serious نه دے کنه۔

جناب بشیر احمد بلور: نه دومره Serious دے چې هغه غریب په دې باندې Insist کوی خو دا ده چې زه ریکویسټ کومه منسټر صاحب ته چې دا داسې خبره، دا چې هغوې بار بار وائی چې د ایم ایم اے حکومت دے او د غریبانانو د پاره کوی، هغه خو مونږه اولیدل، بیا کالاډهاکه کښې هغه چې ځان له یو سیټ، هغوې په خپلو پیسو، هغه هم ورله نه ورکوی، خو زه دا وائیمه چې دا کوم Intoxication دے، دا دے زمونږ معاشرے د پاره یو ناسور دے، نو دے د پاره پکار دا ده چې دوئ د مختص، فنانس منسټر صاحب هم ناست دے، فنانس پرابلم نشته او دا دے مهربانی اوکړی دا د Accept کړے شی، نو دا به ټول صوبے د پاره به ډیره ښه خبره وی۔

جناب حشمت خان (وزیر عشر و زکوۃ): جناب سپیکر صاحب، څومره حده پورے د Crash Programme خبره مو اوکړه نو د دې نه بعد مونږ باقاعده بجټ کښې دے له پاره Allocation کړے دے، دا په Permanent بنیاد باندې ان شاء اللہ تعالیٰ، مونږه دا پروګرام چونکه دے یو Start دے، درے میاشتو د پاره خو به دا کریش پروګرام وی او بیا په مستقل بنیاد ونو باندې څنګه چې منسټر صاحب اووئیل،

دلته به ان شاءالله هغه منسټر موجود وی او دا رنګ به نور هٔ سټرکټ هم، زه تلے یم هلته ځایونه شته خو فعال نه دی، جمشید خان صاحب ډیره ښه توجه ورکړه تاسو هلته مونږ سره تعاون اوکړئی، ستاسو په ضلعو کښې د ګورنمنټ بهترین Institutes هلته موجود دی خو هغې نه اوسه پورے چا کار نه دے اغستے، زما دوئ سره ان شاء الله تعالیٰ دا Promise دے چې دلته به ان شاء الله تعالیٰ دا په Permanent بنیاد باندې وی او Further به ان شاءالله تعالیٰ ځومره چې د حکومت په وس کښې ده، نورو اضلاع ته هم د دې په مزه مزه باندې Gradually به ان شاءالله تعالیٰ مونږ د دې وسعت هلته هم ورکوجی۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان: یہ قرارداد نہ کسی گورنمنٹ کے خلاف ہے، نہ کسی اپوزیشن کے خلاف ہے، یہ ایک ایسی قرارداد ہے جو صوبے کی نوجوان نسل کے حق میں ہے جو ہر پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں اور عوام میں سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ قرارداد ایسی ہے کہ ایک برائی کو روکنے کے لئے ہے، میرے خیال میں اس پہ کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے تو میری یہ ریکوسٹ ہے کہ اسے Let us pass it unanimously اس میں یہ بھی سفارش ہے، اس میں یہ بھی سفارش ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن یہ ترمیم میں اس میں ضرور چاہونگا کہ، کیونکہ This is a provincial subject تو یہ اتنی ہی جتنی فیڈرل گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے، اس سے زیادہ صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے سر، اور ہم سب کی ذمہ داری ہے۔

قاری محمد عبداللہ: جناب سپیکر! اس ضمن میں شہزادہ گستاسپ خان صاحب کی اس قرارداد کی حمایت کے سلسلے میں ہی چند گزارشات ہیں، اس میں اتنی توسیع اور ترمیم کی جائے کہ پشاور سٹی کے ساتھ ساتھ ہر ڈسٹرکٹ ہسپتال مین اس کے لئے علیحدہ ایک انتظام ہوتا کہ ہر ضلع متاثرین یعنی ہیروئن کے جو نشئی ہیں، وہ وہاں پہ Admit ہو سکیں اور آسانی سے ان کے علاج معالجے کا انتظام ہو تو ہر ڈسٹرکٹ کی سطح پر، اگر یہ سہولت میسر ہو تو اس سے سارے صوبے کے لوگ مستفید ہو سکیں گے بصورت دیگر یہ فائدہ انتہائی محدود ہو گا، میری یہ تجویز ہے۔

جناب سپیکر: جناب سراج الحق صاحب۔

جناب سراج الحق (سینیئر وزیر): محترمہ جناب سپیکر! بہت ہی محترم شہزادہ محمد گستاسپ خان نے جو قرارداد نمبر 26 پیش کی ہے، میں نے پڑھی ہے اور انہوں نے سفارش کی ہے اور وفاقی حکومت سے بھی

مطالبہ کیا ہے اور یہ کسی ایک علاقے کا یا ضلع کا یا صوبے کا مسئلہ نہیں ہے، پورے پاکستان کا مسئلہ ہے اور ہم اس قرارداد کی بہت زیادہ دل کی گہرائیوں سے بھرپور تائید کرتے ہیں اور اس سے اتفاق رکھتے ہیں اور اس پر عمل ہو جائے، یعنی قرارداد منظور ہو جائے۔

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that the resolution moved by honorable Member with amendment may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is passed unanimously.

قرارداد نمبر 175، جناب سید مظہر علی قاسم شاہ، صاحب۔

سید مظہر علی قاسم: شکریہ جناب سپیکر، قرارداد نمبر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: کیونکہ ان کو کسی کام سے جانا ہے تو اس لئے یہ پہلے لے لی ہے۔

سید مظہر علی قاسم: شکریہ سر، تھینک یو۔ قرارداد نمبر 175، "یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ مانسہرہ جلکٹ روڈ کی توسیع کے دوران تحصیل بالاکوٹ میں جن لوگوں کے مکانوں، زمینوں اور جنگلات کو نقصان پہنچا ہے ان کو N.H.A معاوضہ ادا کرے اور ان کی آبادکاری کے لئے ضروری اقدامات کرے"

جناب والا! یہ ایک انتہائی اہمیت کی حامل روڈ ہے، دفاعی لحاظ سے اس کو بنایا گیا ہے اور اس کی وجہ سے علاقے کا ٹوارزم بھی Boost ہوا ہے، لیکن اس کے ساتھ یہ ہے کہ اس کی توسیع کے دوران بہت زیادہ لوگوں کے جنگلات اور زمینوں کا نقصان ہوا ہے اور اسکی Constitution کے دوران یہ ہوا ہے کہ انہوں نے پتھر وغیرہ لوگوں کی زمینوں کے اندر چھوڑ دیئے ہیں تو ان کو کسی قسم کا معاوضہ ادا نہیں کیا گیا، اس لئے یہ ایک ریکوسٹ ہے کہ اس کو Unanimously پاس کی جائے تاکہ NHA کو بھیجا جائے اور وہ ان کو معاوضہ ادا کرے۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان: سر! میں اس قرارداد کی پرزور تائید کرتا ہوں، کچھ منصوبے ملکی مفاد میں بنائے جاتے ہیں، اگر ملکی مفاد میں ہمارے سر بھی قلم ہوں تو ہم اس سے بھی انکار نہیں کریں گے، (تالیاں)

لیکن سر، غریب لوگ ہیں، روزگار نہیں ہے، بیروزگاری ہے، پریشان حال ہیں، تو اس لئے زمینوں میں سے سڑکیں نکالی جاتی ہیں جن کا معاوضہ ادا نہیں کیا جاتا، وہی کچھ زمین ہوتی ہے غریب لوگوں کے پاس جو سڑکوں کے نیچے کام میں آجاتی ہے تو میں اس کی بھی تائید کرتا ہوں اور میں حکومت کے نوٹس میں یہ بھی لاتا ہوں کہ ایسے اور بھی کئی مسائل ہیں جو صوبائی حکومت سے اور مرکزی حکومت سے تعلق رکھتے ہیں، لوگوں کی زمینوں پہ تعمیرات ہوچکی ہیں، سڑکیں بنائی گئی ہیں اور معاوضہ ادا نہیں کیا گیا تو سر، یہ بڑی معقول قرارداد ہے، جس میں کوئی حرج نہیں ہے تو یہ Unanimously پاس ہو۔

جناب زرگل خان: پاس کوئی جی دا د وفاقی حکومت سره ده، د رز ترے اوباسئی۔

جناب شاہ راز خان: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جناب شاہ راز خان صاحب۔

جناب شاہ راز خان: دے سلسله کښې جی زما دا گزارش دے چې د دې سره دا خبره هم شامل کړئی چې دا سوئی گیس والا پائپ ځی نو دوئ هم زمکه Acquire کوی او پیسے بیا نه ورکوی، زمونږ ځائے کښې هم دغه مسئله ده نو که دا Amendment پکښې اوشی چې هغوې ته هم دا سفارش اوشی د دې ځائے نه دا قرارداد کښې شامل شی او Compensation اوکړی۔

جناب سپیکر: زما په خپل خیال که د دې څه فریش قرارداد راوړئی کنه نو هغه به مناسب وی اوس به دا قرارداد هاؤس ته Put کوؤ او چې دوئ څه فیصله اوکړه

Is it the desire of the House that the resolution No. 175, moved by Syed Mazhar Ali Qasim, MPA, may be passed? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. The resolution is passed unanimously.

قرارداد نمبر 27، جناب زرگل خان صاحب۔

جناب زرگل خان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ قرارداد نمبر 27۔ "یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ کالا ڈھاکہ دربند تھاکوٹ روڈ کے لئے مختص شدہ اور جاری کام کے فنڈز ہائی وے

ڈویژن بٹگرام سے ہائی وے ڈویژن مانسہرہ منتقل کئے جائیں،" جناب سپیکر صاحب! کالاڈھاکہ چې دے جی، دا د مانسهرے ډسترکټ سره دے او د افسوس خبره دا ده چې دهغے چې کوم د روډونو فنډ دے نو هغه د بټگرام ضلع سره دے او د ربند تهاکوټ روډ 84 کلومیټر باندې دے نو هغے له کال په کال ټینډرے دغه کیږی او فنډز پته نه لګی چې هغه کوم خوا ځی، اوس هم 97 لاکهه روپو هغې د پاره دا شوې دے نو هغه د سره د مانسهره نه لرے ده، بله ضلع ده نو زمونږه هغوې ته اوس دغه هم نه رسی، نو جناب سپیکر صاحب، ډیره د افسوس خبره ده چې یو معمولی غوندے قرارداد وو زما او دهغے مطلب دا وو چې هغه غریبانان کالاډهاکه کښې هغوې ته دے سکولونو په شان سهولت نشتے ، کم نمبرو باندې راشی نو دلته که پیښور کښې هغوې ته داخله Special seat ملاؤ شوې نو زما یو لیډی آنریبل ممبرے مخالفت اوکړو، هغه خو ډیره ښه خبره ده، هغه پختنه ده، زه هم پختون یم، ما ځل مخالفت کړے وو نو هغه خو ټهیک ده، ولے زه حیران یم آصف اقبال صاحب ته چې ته پرے پوهه هم نه وے ، معمولی-----

<u>جناب سپیکر:</u> د دې قرارداد په باره کښې خبره کوئی، دے قرارداد۔

<u>جناب زرگل خان:</u> دے ته راځمه، دے ته راځمه نو سر ډیره د افسوس خبره ده چې ما د کالاډهاکے نه آټهه هزار ووټ اغستې دے او مولانا عبدالمالک صاحب به ساړهے پندره هزار ووټ اغستے وت، نو زه دے ته حیران یمه چې دوئ حکومت چې ایم ایم اے له خو ټولو صوبه سرحد کښې زیات ووټونه ورکړے دی او دهغوې یو معمولی مسئله د کالاډهاکے اونکړه نو زه به دا وائیمه چې ښه ده چې ستا د لوری اوشوه چې ملامته درته زه نه شوم مئینه (تالیاں) نو دا حال به د دې زمونږ قرارداد سره اوکړی چې څه ستاسو خوښه وی، مهربانی سر۔

<u>جناب سپیکر:</u> جی، سراج الحق صاحب۔

<u>سینیئر وزیر:</u> هسې جی جناب سپیکر صاحب، زرگل صاحب چې کوم خبره اوکړه او کوم د دوئ مخکښې قرارداد راغے نو زمونږه د بنچونو خو هغوې سره ملگرتیا اوکړه په دې وجه هغې ته Majority ملاؤ شو، نو زه د دې خبرې تصحیح کول

غواړم او په دې خبره باندې زمونږ نظر دے چې کالا ډهاکه یو پسمانده علاقه ده د غربت د لحاظه او تعلیم د لحاظه، نور د صلاحیت او د قابلیت د لحاظه او د ایمان د لحاظه ډیره مالدار او Rich علاقه ده او دے وجه نه هغه مو په ترجیحاتو کښې خو هر شی کښې شامل کړې ده او مونږ همیشه د دوئ هرے ورے خبرې ته، لوئے خبرې ته ډیر د قدر په نظر سره ګورو، نو داسې یا خو دا چې د مخکښې نه په بله خبره څه د سرې زړه ډک وی نو د هغې اظهار که کوی نو خیر دے او که د غه نه وی نو دا خبره د ومره لکه هغوې چې ځومره اوکړه۔

جناب سپیکر: څه دا ګله وو له په دې قرارداد کښې ختمه کړئ۔

Is it the desire of the House that the resolution moved by honourable Member may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is passed unanimously.

(تالیاں)

جناب امانت شاہ: سپیکر صاحب اوس خو لکه شکریه هم ادا کوی۔

Mr. Speaker: Dr. Zakirullah Khan, MPA to please move his resolution No. 46.

ڈاکٹر ذاکر اللہ خان: *قرارداد نمبر 46۔ "یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے پرزور سفارش کرتی ہے کہ تمام سرکاری ہسپتالوں، پرائیویٹ لیبارٹریوں اور ہسپتالوں کو پابند کیا جائے کہ وہ خواتین کی ای سی جی اور الٹرا ساؤنڈ صرف خواتین ٹیکنیشن/ڈاکٹرز سے کروائے تاکہ علاقائی روایات اور اسلامی تعلیمات کے مطابق خواتین کا پردہ برقرار رہ سکے"*

جناب سپیکر صاحب! قرآن شریف کښې الله پاک پیغمبر ته وائی۔

ترجمه۔"الله پاک ورته وائی چې بهر تا سو اوځئ د کورونو نه نو په ځان باندې پردے راواچوئ څه تاسو پیژندے کیږئ نه، چې تاسو ته نقصان هم نه د رسی" نو د بیمارئ په حالت کښې خو ډیره زیاته مجبوری وی او د سهارے او د غه ضرورت وی ورته نو په دې ټائم کښې مونږ له پکار ده جی چې د دې بیمارانو د پاره چې د ټیکنیشن څه کمے نشته، د فیمیل ډاکټرز څه کمے نشته دے چې هغوې

د پاره مونږه خصوصی انتظامات اوکړو، او دا قرارداد متفقه منظور شی نو ډیره زیاته مهربانی به وی جی۔

جناب سپیکر: سراج الحق صاحب۔

محترمہ نعیمہ اختر: جناب سپیکر صاحب! ڈاکٹر صاحب کی قرارداد کی ہم مکمل حمایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایسی قرارداد پیش کی، لیکن اس کی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جو کہ آپ لوگوں کو پیش کرنا چاہیئے تھی۔

محترمہ نعیمہ اختر: بالکل سر، سر! ہم نے دیئے ہیں، لیکن ہماری قرارداد کا کچھ پتہ نہیں چل رہا سر! اس کے لئے ضروری ہوگا کہ حکومت زیادہ سے زیادہ خواتین ٹیکنیشن کو ٹریننگ دے اور یہ بات ہمارے شریعت بل میں بھی شامل ہے کہ زیادہ سے زیادہ خواتین ٹیکنیشن کو ہم تربیت دیں گے تاکہ یہ مسئلہ حل ہوجائے، سرکاری ہسپتالوں میں کچھ نہ کچھ ہوں گی، نرس وغیرہ کچھ ہوں گی، لیکن پرائیویٹ میں یہ سہولت بالکل مہیا نہیں ہے، اس میں سارے مرد ہوتے ہیں تو ہماری حکومت سے پرزور درخواست ہوگی کہ وہ زیادہ سے ٹیکنیشن کو ٹریننگ دے اور اس مسئلے کو حل کرے۔

جناب سپیکر: جناب سراج الحق صاحب، جی ڈاکٹر صاحبہ۔

ڈاکٹر سیمین محمود جان: جناب سپیکر صاحب! اس بارے میں میں ایک گزارش کروں گی As a doctor first اور As a MPA second وہ یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب میرے Colleague ہیں، انہیں پتہ ہے کہ جب کسی کو Cardiac arrest یا ہارٹ اٹیک ہوتا ہے تو اس میں ایک ڈاکٹر یہ نہیں دیکھتا ہے کہ یہ مرد ہے یا یہ عورت ہے، اس وقت ایک Human life ہوتی ہے اور، اگر یہ قانون بنایا گیا تو اگر کسی ہسپتال میں For example فیمیل ٹیکنیشنن نہ ہو تو اس Patient کی اس سے Death ہو سکتی ہے تو میری اپنے معزز ایوان سے یہ درخواست ہے کہ From a medical emergency point of view اس قرارداد کو میں Accept نہیں کر سکتی ہوں۔۔۔۔۔

(تالیاں)

جناب فرید خان: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: جی، فرید خان صاحب۔

جناب فرید خان: مجھے انتہائی افسوس ہے کہ اس طرح کی ایک اہمیت والی قرارداد کو خواتین کی بینچ سے مسترد کیا جاتا ہے تو اس پہ میں سوائے افسوس کے کچھ نہیں کہہ سکتا جی۔

ڈاکٹر سیمین محمود جان: ایسا وقت ہر ایک پہ آسکتا ہے، ہر ایک خاتون پہ، ہر ایک مرد پر آسکتا ہے، ہم انسان ہیں ہم جس دن پیدا ہوئے ہیں، اس دن ہمارا ایک Death sentence اللہ پاک نے ہم پہ Impose کیا ہے، لیکن میڈیکل جو سائنس ہے، اس نے نے اتنی ترقی کرلی ہے کہ ابھی آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کلوننگ بھی ہو رہی ہے، اگر آپ کے سامنے ایک خاتون زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہے تو اس وقت آپ یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ یہ مرد ٹیکنیشن ہے اور یہ اس کی ای سی جی نہ کرے، یہ ایک Human زندگی کا مسئلہ ہے، اس میں کوئی بھی، یہ بات نہیں ہے کہ خاتون اس کو Oppose کر رہی ہے، میں بہت پڑھی لکھی ڈاکٹر ہوں۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: شہزادہ گستاسپ خان صاحب۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان: سر! یہ ڈاکٹر ذاکر اللہ صاحب نے بڑی ہی Important قرارداد ہاؤس میں دی ہے لیکن سر، جس طرح کہ ایم ایم اے کی خاتون رکن معزز رکن نے بڑی وضاحت کیساتھ یہ بات کی ہے کہ پہلے اس کا بندوبست کیا جائے کہ ہر جگہ پہ، ہر ہسپتال میں خواتین ٹیکنیشنز ہوں، خواتین ڈاکٹرز ہوں تو پھر کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے کہ یہ قرارداد لاگو کی جاسکے لیکن سر، جس طرح خاتون رکن دوسری طرف جو ڈاکٹر بھی ہیں، انہوں نے یہ کہا ہے کہ یہ انسانی مسئلہ ہے، انسان کی جان کا مسئلہ ہے، جس میں Risk نہیں لی جاسکتی، یہاں پہ ہمارے صوبے میں خاص کرکے بڑا فقدان ہے Trained لوگوں کا جب تک یہ Training مکمل نہیں ہوتی اور حکومت مکمل بندوبست نہیں کر سکتی اس چیز کا تب تک کے لئے سر، یہ ممکن نہیں ہے کہ علاج معالجہ میں آڑے آئے گی یہ ریزولیوشن تو میں ڈاکٹر صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ جب تک یہ بندوبست مکمل نہیں ہو سکتا، ہم ان کے ساتھ ہیں، ہم ان کے ساتھ ہیں، جہاں پہ ہو سکتا ہے ضرور کریں، لیکن اس پہ یہ غور کیا جائے کہ یہ اگر ممکن نہیں ہے تو فی الحال اسے Defer کر دیا جائے۔

جناب شاہ راز خان: جناب سپیکر، جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جی شاہ راز خان۔

جناب شاہ راز خان: میری گزارش یہ ہے کہ اس قرارداد میں انہوں نے یہ لکھا ہے کہ لیبارٹریز اور ہسپتالوں کو پابند کیا جائے کہ وہ خواتین کی ای سی جی اور الٹرا ساؤنڈ کو صرف خواتین ٹیکنیشن یا ڈاکٹرز سے کروائیں، فی الحال چې کوم پوزیشن دے نو هغه خو دا دے کنه چې د زنانو الټرا ساؤنډ او ایکسرے او هغه ټول "میل" کوی، دا پوزیشن خو دے، مونږه د دې قرارداد سر، حکومت نه دا مطالبه کوؤ چې د دې انتظام د اوشی، زه وائیم چې دا قرارداد منظورول پکار دی چې حکومت د دې په رنړه کښې په ټولو لیبارټرو کښې، ټول هسپتالونو کښې د دې څیز انتظام اوکړی، قرارداد منظورول پکار دی۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان: اس ترمیم کے ساتھ، اس ترمیم کے ساتھ بے شک اس پہ کوئی اعتراض نہیں ہے کہ حکومت یہ بندوبست، یہ انتظام آگے کے لئے کرے، حکومت اس چیز کا انتظام کرے، بجائے اس کے کہ اسے رائج کرے، بجائے اس کے کہ وہ انتظام کرے۔

جناب شاہ راز خان: جناب سپیکر زما گزارش دا دے چې ډاکټر صاحب پخپله یو اعلیٰ تعلیم یافته او کوالیفائډ ډاکټر دے، هغه د دې اهمیت نه پخپله خبر دے او د دې صوبے حالت هم ورته معلوم دی، د خپلو هسپتالونو حالت هم ورته معلوم دے، هغه داسې اندها قرارداد خو نه دے پیش کړے چې راتوں رات ئے فوراً Ban کړئی بلکه د دې د پاره یو طریقه کار، یو Process اویو پیش رفت د اوکړے شی، ویسے میں معذرت کیساتھ شہزادہ گستاسپ خان صاحب کہہ رہا ہوں کہ ہر دلعزیز شخصیت بننے کی کوشش نہ کریں، خواہ مخواہ درمیانی راستہ اختیار کر رہے ہیں، اس کا بھی ٹھیک ہے اور اس کا بھی ٹھیک ہے، یہ کیا انہوں نے، ڈاکٹر صاحب کی قرارداد کی ہم حمایت کر رہے ہیں۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: یہ پرانے پارلیمنٹرین ہیں، ایسی بات نہیں ہے، وہ Way out نکالنا چاہتے ہیں، یہ اسی نکتہ نظر سے انہوں نے بات کی ہے، میرے خیال میں شاہ راز خان نے جو Amendment پیش کی ہے کہ بندوبست کیا جائے تو اسی حد تک اگر یہ قدغن نہیں ہے کہ، لیکن حکومت Morally bound ہوگی کہ وہ

اس کے لئے بندوبست کرے، میرے خیال میں اگر اس حد تک یہ With amendment کیساتھ۔۔۔۔۔

جناب اکرام اللہ شاہد: جناب سپیکر! دے کبنې یو ترمیم پیش کومه۔

جناب افتخار احمد خان جھگڑا: یو ترمیم زه هم پیش کومه۔

جناب سپیکر: افتخار احمد خان جھگڑا صاحب۔

جناب افتخار احمد خان جھگڑا: جناب! دا گستاسپ صاحب د ډیر نه تنگوی، گنی هغه به بل ترمیم پیش کړی پکبنې چې سړو له به بنځے گوتے نه اوړی، بیا یه څه چل کوئی ورته۔

جناب اکرام اللہ شاہد: سر! دیکبنې زما یو تجویز دا دے جی چې دے قرارداد کبنې یو معمولی ترمیم ورته اوشی نو بیا به خبره واضح شی جی او هغه دا دے چې، "یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے پرزور سفارش کرتی ہے کہ تمام سرکاری و غیر سرکاری ہسپتالوں اور پرائیویٹ لیبارٹریوں کو جہاں تک ممکن ہوسکے" دا به پکبنې راشی جی، چې کوم ځائے کبنې "جہاں تک ممکن ہوسکے اس بات کا پابند کیا جائے" بس دے اووئی چې کوم ځائے کبنې ضرورت وی هغه ځائے به پکبنې راشی جی۔

جناب شاہ راز خان: جناب سپیکر! زما گزارش دا دے چې "جہاں تک ہوسکے" د دې خو څه هغه نیشته، د دې مطلب دا دے چې حکومت ته مونږه بیا یو لاره بنائیو چې هغه به وائی یہاں تک نہیں ہوسکتا، خبره دا ده چې پکار دا ده چې مونږه قرارداد منظور کړؤ چې زمونږه په لیبارټرو کبنې او په هسپتالونو کبنې دا الټرا ساؤنډ او د ای سی جی د پاره خواتین ټیکنیشن مقررول پکار دی، حکومت د دغه انتظام اوکړی، جلد از جلد انتظام اوکړی۔

قاضی محمد اسد خان: جناب سپیکر! میرے خیال میں اس میں ایک Amendment یہ بھی لائی جاسکتی ہے کہ آپ ایک ٹائم فریم سیٹ کر دیں کہ چار سال بعد، تین سال بعد اور اس Dead line کے بعد یہ ہسپتالوں میں، صوبہ سرحد میں یہ شرط ہوگی کہ خواتین کے لئے خواتین ٹیکنیشنز ہوں گی۔

قاری محمد عبداللہ: پوائنٹ آف آرڈر، اس کا مطلب تو یہ ہے کہ ایم ایم اے کی حکومت کے بعد۔۔۔۔۔

جناب خالد وقار ایڈوکیٹ: جناب سپیکر صاحب! زہ په دې سلسله کښې عرض کومه جی، چې هم دا سې مماملة کښې High court دا رولنگ ورکړی دی جی چې د زنانا ؤ پوسټ مارټم به زنانه ډاکټره کوی، خو دا حکومت دے، حکومت سره وسائل نشته دے لکه د دې Vaccination د پاره حکومت فیمیل ټیکنیشنز مقرر کړی دی او هغوې کور په کور ګرځی، LHW ورته وائی او هغوې هغه Vaccination کوی او ټیکے لګوی نو حکومت د دې سهولت کولے شی او پکار دے زمونږ د علاقے روایات، زمونږ مذهب اسلام دا اجازت راکوی چې زمونږه زنانه د با پرده وی او زمونږ د زنانو علاج هم زنانه اوکړی او د دې بندوبست حکومت کولے شی، حکومت سره وسائل شته دے جی، دا دومره مشکل کار نه دے په دې باندې مونږ دا فورس کړو، مونږه د دې قرارداد حمایت کوؤ جی۔

ډاکټر ذاکراللہ خان: جناب سپیکر صاحب! زه دا یو عرض کومه جی لکه څنګه چې ډاکټر صاحبه اووئیلے د ایمرجنسی کیسز نه علاوه د Routine چې کوم معائنه کیږی نو د یکښې خو څه مشکلات نیشته۔

جناب سپیکر: ټهیک ده۔

ډاکټر ذاکراللہ خان: د ایمرجنسی کیسز نه علاوه۔

جناب سپیکر: زه تاسو ته With amendment او رمه تاسو دا واوری، "یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے پرزور سفارش کرتی ہے کہ تمام سرکاری ہسپتالوں، پرائیویٹ لیبارٹریوں اور پرائیویٹ ہسپتالوں کو پابند کیا جائے کہ وہ خواتین کی ای سی جی اور الٹرا ساؤنڈ کو صرف خواتین ٹیکنیشن/ڈاکٹر سے کروانے کا جلد از جلد انتظام کرے تاکہ علاقائی روایات اور اسلامی تعلیمات کے مطابق خواتین کا پردہ برقرار رہ سکے"

Is it the desire of the House that the resolution moved by Dr. Zakirullah Khan MPA, with amendment, may be passed? Those who are in favour of it may say ‘Yes’. And those who are against it may say ‘No’

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is passed by majority. Next Mr. Akhtar Nawaz Khan, MPA, to please move his resolution No. 101. Mr. Akhtar Nawaz Khan.

جناب اختر نواز خان: شکریہ جناب سپیکر ہر گاہ کہ متاثرین تربیلہ ڈیم نے ملک و قوم کے لئے ناقابل فراموش قربانیاں پیش کی ہیں، جس کی وجہ سے سارا ملک سرسبز و شاداب اور روشن ہے اور ہر گاہ کہ متاثرین تربیلہ کی سب سے بڑی بستی کھلابٹ ٹاؤن شپ جو کہ 45 ہزار آبادی پہ مشتمل ہے، جس کے ساتھ 5 ہزار گھروں پر مشتمل تین یونین کونسلیں ڈھنیڈا، بدھوڑا، کلنیجر کے عوام کھلابٹ ٹاؤن شپ، ہسپتال اور دو ڈسپنسریوں سے منسلک ہیں کو بغیر کسی معقول وجہ کے بند کر دیا گیا ہے، لہذا یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ KTH سول ہسپتال کو تمام سہولیات یعنی ایکسرے پلانٹ لیبارٹی، ڈینٹل بلاک اور مکمل سٹاف کیساتھ بحال کیا جائے" اس سلسلے میں ایک عرض ہے کہ میری اس قرارداد کے جواب میں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے بالکل واضح لکھا ہے کہ سٹاف بھی On duty ہے، ہر چیز وہاں موجود ہے تو اس کو بحال کیا جائے، یعنی کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی یہ سفارش میں ایک کاپی ساتھ لایا ہوں۔

جناب سپیکر: تو مطلب بحال کیا گیا ہے؟

جناب اختر نواز خان: ہاں، انہوں نے بالکل۔۔۔۔

جناب سپیکر: تو آپ Press نہیں کر رہے ہیں نا۔

جناب اختر نواز خان: نہیں، نہیں میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اسکا جواب بھی یہی آگیا ہے کہ اس ہسپتال کو بحال کیا جائے۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان: سر! یہ اختر نواز خان کی ریزولیوشن یہ کھلابٹ ٹاؤن شپ کے سلسلے میں ہے، انہوں نے جو ریزلیوشن کی ہے اس کا جواب محکمے نے یہ دیا ہے کہ Civil Hospital KTS was converted in to a CHC before the devolution plan. Though the town ship is at about a distance of fifteen/twenty minutes of ride from the existing DHQ and from the new premises of DHQ, if the civil Hospital KTS is re-opened, it will be very much useful for decreasing the work Load on the DHQ hospital sir, تو محکمے نے اس کی خود حمایت کر دی ہے اس Proposal کی That amount to acceptance of the demand

sir. Demanded in the resolution تو میری یہ گزارش ہے کہ جب محکمہ خود اسے کرنا چاہتا ہے تو The House should pass this resolution unanimously sir۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب مظفر سید: جناب سپیکر صاحب! ویسے شہزادہ صاحب صرف ہزارہ کے رہنے والے نہیں ہے، ہم بھی ہزارہ سے تعلق رکھتے ہیں، اس کو پاس کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر: فیصل زمان صاحب۔۔۔۔

(تالیاں)

راجہ فیصل زمان (وزیر کھیل و ثقافت): تھینک یو آنریبل سپیکر، آپ کا شکریہ میں اس قرارداد کی پرزور تائید کرتا ہوں، جناب سپیکر! کھلابٹ ٹاؤن شپ متاثرین تربیلہ ڈیم کی سب سے بڑی بستی ہے، حالانکہ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ جس طرح ان لوگوں نے قربانیاں ہیں تکمیل پاکستان کے لئے انکو زیادہ سہولتیں دی جاتیں، لیکن قابل افسوس بات ہے کہ جو سہولتیں برائے نام ان کو جو اس وقت دی گئی تھیں، وہ بھی ان سے چھین لی گئی ہیں، جناب سپیکر! شاید آپ کو اس بات کا اندازہ نہیں ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں، جنہوں نے اپنے گھروں کو پانی میں ڈوبتا ہوا دیکھا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بزرگوں کی قبروں پر بلڈوزر چلتے ہوئے دیکھے ہیں، لہذا پورے ہاؤس سے میری گزارش ہے کہ وہ اس قرارداد کا ساتھ دیں تاکہ ان لوگوں کو ریلیف مل سکے، شکریہ۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: قاضی محمد اسد خان صاحب۔

قاضی محمد اسد خان: جناب سپیکر! میں بھی اختر نواز خان کی قرارداد کی تائید کرتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ جو 298 ارب روپے سینیئر منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ہمیں سنٹر دے تو اس میں تربیلہ ڈیم کے متاثرین کا بہت بڑا رول ہے کہ انہوں نے قربانیاں دی ہیں اور اب انکے لئے ہسپتال بھی بند کئے جا رہے ہیں، میری ڈیمانڈ ہے اس اسمبلی سے کہ اس کو Unanimously پاس کیا جائے۔۔۔۔

(تالیاں)

سینیئر وزیر: ویسے جناب سپیکر، قاضی صاحب نے مسئلہ آسان بنایا ہے اور جیسے ہی یہ پیسے مل جائیں، میں وعدہ کرتا ہوں جی۔۔۔۔۔

(قہقہے)

قاضی محمد اسد خان: سپیکر صاحب! تو اس کا مطلب یہ کہ ہم ہری پور کے لوگوں کے لئے جب سودا بازی کی جائے گی ہمارے بیماروں کے لئے اور کمزور لوگوں کے لئے، یہ تو بہت بڑی میں سمجھتا ہوں کہ، میری گزارش ہے کہ اس کو پیسوں کے ساتھ نہ جوڑا جائے اور اس کو پاس کیا جائے، مہربانی۔

سینیئر وزیر: قاضی صاحب نے اپنی بات بہت جلد واپس، لیکن میں تو واپس لینے والا نہیں ہوں، جیسے ہی پیسے آجائیں گے ان شاءاللہ۔

قاضی محمد اسد خان: میں نے واپس نہیں لی ہے، مسٹر سپیکر! میں کہہ رہا ہوں کہ 298 ارب روپے کا میں نے کہا کہ صبح انہوں نے خود Claim کیا تھا، میں بتا رہا ہوں کہ یہ تربیلہ کے ہی لوگ تھے کہ جن کی زمینوں پر اور قبروں پر وہ ڈیم بنایا گیا ہے اور اب وہ لوگ، ان کی بستیاں جو کہ باہر کے علاقوں میں بنی ہوئی ہیں، وہاں پر یہ ہاسپیٹل ہے اور اس ہاسپیٹل کو بند کیا جا رہا ہے، اس کو بند نہ کیا جائے، بلکہ اس کو مزید Facilities دی جائیں۔

سینیئر وزیر: جناب سپیکر صاحب! انہوں نے جن چیزوں کا مطالبہ کیا ہے، اس میں ایکسرے پلانٹ ہے، لیبارٹری ہے، ڈینٹل بلاک ہے اور مکمل سٹاف کے ساتھ، یہ ویسے بھی بنیادی انسانی ضروریات ہیں اور انہوں نے کوئی ناروا مطالبہ نہیں کیا ہے بالکل ہم اس کی حمایت کرتے ہیں، ویسے بھی محکمہ صحت نے ایسی تمام ہسپتالوں کو اپ گریڈ کرنے کا فیصلہ کیا ہے، جن میں یہ بنیادی سہولیات اور ضروریات مہیا نہیں ہیں، اس وقت ہیلتھ منسٹر نہیں ہیں کیا یہ ممکن ہے کہ ان کے آنے تک اس کو مؤخر کیا جائے تو اگر انہوں نے کوئی کافی پروگرام نہیں بنایا ہو تو پھر ہم انشاءاللہ اس پر رائے بھی دیں گے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اگر ہیلتھ منسٹر آجائیں اور اختر نواز خان صاحب، ہاں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب فیصل زمان: جناب سپیکر! یہ ہیلتھ منسٹر کے ساتھ Related مسئلہ نہیں ہے، وہ تو ہیلتھ منسٹر نے جب کہا کہ سب ہسپتالوں کے لئے ہے، لیکن یہ وہ ہسپتال ہے کہ جہاں سے آپ بات کرتے ہیں 5 ارب روپے رائلٹی کے، یہ اگر لوگ نہ ہوتے تو آپ کو کہاں سے رائلٹی ملتی؟ خاص طور پر، لہذا میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اس کو پاس کرلیں (تالیاں) یہ وہ مسئلہ ہے۔

سینیئر وزیر: یعنی، ہم اس کی مخالفت نہیں کرتے ہیں یہ توان کا حق ہے، میں اتنا عرض کرتا ہوں۔۔۔۔

قاضی محمد اسد خان: آپ نے تو کی ہے جی، کہا ہے کہ جب وہ پیسے مل جائیں گے تو پھر ہم اس ہسپتال کو کھولنے کے باری میں سوچیں گے، اس سے بڑی مخالفت اور آپ کیا کریں گے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں سراج الحق صاحب نے تھوڑا سا اور بھی Relax کیا ہے۔

جناب قلندر خان لودھی: جناب سپیکر! یہ ہسپتال بنا ہوا ہے، ابھی اس کو بحال کرنا ہے، ہم اس کی مکمل حمایت کرتے ہیں، جناب! اسے پاس کیا جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اگر ہیلتھ منسٹر کی View کو سنا جائے اور ان کی فیاضی کا امتحان لیا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب اختر نواز خان: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے ہیلتھ منسٹر کا یہاں ہونا ضروری نہیں ہے، یہاں منسٹرز صاحبان بیٹھے ہیں، جس طرح پہلے ایک قرارداد کے سلسلے میں آصف اقبال بھائی نے اٹھ کر جواب دیا، اب بات یہ ہے کہ کھلابٹ ٹاؤن شپ جو ہے یہ ہزارہ میں مانسہرہ اور ایبٹ آباد کے بعد تیسرا بڑا شہر ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں سب ہاؤس کی حمایت اور ہمدردیاں جو ہیں، وہ اس قرارداد کے پیش کرنے والے اور اس سے جو عوام متعلق ہیں، ان سب کے ساتھ ہے تو اس کو متنازعہ نہ بنایا جائے۔

سینیئر وزیر: جناب سپیکر۔۔۔۔

جناب اختر نواز خان: میری بڑی معصوم سی قرارداد ہے اور پہلی دفعہ ایک قراداد لیکر آیا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ جب ڈیپارٹمنٹ بھی اس کا ساتھ دے رہا ہے اور آپ کو ایک خاص بات بتاؤں کہ کھلابٹ ٹاؤن شپ میں 20 پولنگ سٹیشن ہیں، وہاں MMA جو میرے ساتھ، میں تو Independent تھا MMA کے

جو نیشنل اسمبلی کے Candidate تھے، ان کا تعلق جماعت اسلامی سے تھا اور انہوں نے کھلابٹ سے 90% ووٹ حاصل کئے ہیں تو انہوں نے بھی وہاں پر لوگوں کے ساتھ یہ Promise کیا تھا کہ کامیابی کے بعد اس ہاسپٹل کو بحال کیا جائے گا، اب بڑی حیرت کی بات ہے کہ اب دوسرے ساتھی، مجھے افسوس تو یہ ہے کہ آج فرسٹ ٹائم میں کوئی بات سامنے آیا ہوں میں نے کی ہے تو میرے ساتھی جو ہیں، اس کی مخالفت کر رہے ہیں اور اپوزیشن کی طرف سے حمایت ہو رہی ہے۔۔۔۔

(قہقہے)

سینیئر وزیر: جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔

جناب فیصل زمان: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی، سراج الحق صاحب۔

سینیئر وزیر: جناب سپیکر صاحب! اختر نواز صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے اور قاضی صاحب نے اس میں جو شرط لگائی ہے، (قہقہے) میں عرض کرنا چاہوں گا۔

قاضی محمد اسد خان: منسٹر صاحب نے شرط لگائی ہے سر، میں نے نہیں لگائی ہے۔

جناب سپیکر: جی، سراج الحق صاحب۔

سینیئر وزیر: میں عرض کرنا چاہوں گا کہ چونکہ اختر نواز صاحب پہلی بار اس طرح کی ایک قرارداد اپنے علاقے کے عوام کے مفاد میں لائے ہیں، ہم اس کی بھرپور تائید کرتے ہیں جی۔

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that the resolution moved by honorable Member may be passed?

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is passed unanimously.

جناب شاد محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: جی، شاد محمد خان صاحب۔

جناب شاد محمد خان: سپیکر صاحب! نن خو گرما گرمئی دہ، چائے مو ھیرے دی، تاسو خو جی۔۔۔۔

(قہقہے)

جناب سپیکر: لږ، څنګه وائی تاسو، نه، بشیر احمد بلور۔

جناب بشیر احمد بلور: چې قرارداد ونه ختم کړو نو بیا به چائے اوشی۔

جناب سپیکر: قرارداد نمبر 157، Mr. Bashir Ahmad Bilour, MPA, to please move his Resolution No. 157. Mr. Bashir Ahmad Bilour Sahib MPA, please.

جناب بشیر احمد بلور: "یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ آئندہ قومی مالیاتی ایوارڈ کا فیصلہ صوبوں کی مشاورت کے ساتھ کیا جائے، نیز مرکزی حکومت جو صوبائی وسائل سے 56% کاٹ کر 35% صوبوں میں تقسیم کرتی ہے، کا طریقہ کار/فار مولا ختم کرکے تمام وسائل صوبوں کے حوالے کرے اور آبادی کی بنیاد پر مرکز اپنی اخراجات کے لئے صوبوں سے وصولی کرے" جناب سپیکر صاحب! دے باره کښې څنګه چې ما مخکښې هم عرض اوکړو، مخکښې حکومتونه خه وو نو هغوې به 89% صوبوں باندې تقسیموؤ او 20% به د مرکز سره پاتے کیدو دا موجوده حکومت چې راغلې دے نو دے 60.5% مخکښې مرکز کټ کړی او بیا 35.5 چې دے نو هغه زمونږه ډیره کمه حصه راځی، زما دا خواست دے چې دا حکومت داسې، دا قرارداد Unanimously مونږ پاس کړؤ چې مرکزی حکومت ته دا Message لاړ شی چې زمونږ د صوبوں آمدن د مونږ ته، صوبو ته را کړی او بیا خپل اخراجات چې دی، هغه زمونږ د پاپولیشن په بنیاد مرکز د زمونږ نه واخلی، زمونږ پیسے د مخکښې نه کټ کوی، زما دا ریکویسټ دے جی او مهربانی د اوکړے شی چې دا پاس شی۔

جناب سکندر حیات خان: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جناب سکندر خان۔

جناب سکندر حیات خان: بشیر خان یو ډیر ښه قرارداد مخا مخ راوستلې دے او مونږه د دې مکمل حمایت کوؤ، څنګه چې ما پرون هم، مونږه په دغه کښې کړے وو چې دے 1996 ایوارډ باندې زمونږ د صوبے د ډیرو خلقو خدشات هم وو، د نور صوبو هم په دې باندې دغه شوی وو او په دې کښې چې کوم دا دغه Change

کړے شوې وو د 80اور20 چې کوم مخکښې په 1991 ایوارډ کښې وو د هغے نه دا 62.5% ته د مرکز په حق کښې او 37.5% د صوبو په حق کښې راوستلے شوې وو دا د دې صوبو سره، ټولو سره زیاتے دے او بیا خاص کر زمونږه ورکوټے صوبے سره چې د چا سره دومره وسائل نشته، مونږه د دې قرارداد مکمل حمایت کوؤ او ستاسو په وساطت سره ټول هاؤس ته دا اپیل کوؤ چې دا د متفقه طور باندې منظور کړے شی۔

جناب سپیکر: جی عبدالاکبر خان صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! دا چونکه څنګه چې دوئ خبره اوکړه، ډیره انتهائی اهم قرارداد دی بلکه په دې کښې جی زه یوه خبره کوم چې که 97 فنانس کمیشن دے، په هغے کښې خو هغوې دا وائی چې 5% به مرکز ځان له جدا د ټیکیسونو د جمع کولو د پاره به جدا کټ کوی د سر نه 95% چې کوم دے په دې کښې به بیا دا 62.5% او 37.5% دا به ملاویږی بالکل د دې سره مونږه اتفاق کوؤ چې څومره چې کیدے شی دا چونکه د صوبو وسائل دی، د اول نه په صوبو لګول پکار دی چې د دوئ نه سوا شی نو بیا به بل ځائے لګی۔

جناب سپیکر: جی، زرگل خان۔

جناب زرگل خان: جناب سپیکر صاحب! د دې مونږ پرزور حمایت کوؤ دغه خو ابتداء ده د دې صوبے د حق د پاره نو په دې جی یو له هم اعترض نه دے پکار۔

جناب سپیکر: بدل خو نه اخلے ؟

جناب زرگل خان: نه جی۔

جناب مظفر سید: زرگل خو د اردو او پښتو هم فرق نه شی کولی خو بهرحال۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اکرام اللہ شاہد صاحب۔

جناب اکرام اللہ شاہد (ڈپٹی سپیکر): سر! په دې سلسله کښې ما هم یو قرارداد پیش کړے وو خو هغه زما خیال دے په ایجنډے باندې نه دے راغلې خو بهرحال بشیر بلور صاحب چې کوم قرارداد پیش کړے دے نو زما خیال دے چې په دې کښې دا

اختلاف رائے څه سوال نه پیدا کیږی، متفقه طور که دا پاس شی نو ډیره ښه به وی۔

جناب سپیکر: شہزادہ گستاسپ خان صاحب۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان: بشیر بلور صاحب کی یہ قرارداد، صرف تمام صوبے کے عوام کے جذبات کی عکاسی کرتی ہے اور اس بات پر میرا خیال ہے سارا ہاؤس متفق ہے سر، کہ Unanimously،اس کے ذریعے حکومت کو، مرکزی حکومت کو سفارش کی جائے اس سلسلے میں سر۔

جناب سپیکر: جی، سراج الحق صاحب۔

سینیئر وزیر: میرے خیال میں اب تک کوئی اس طرح کی قرارداد نہیں آئی ہے، جس پر ہمارا اتفاق نہ ہوا ہو اور یہ بھی ایک انتہائی اہم قرارداد ہے، ہم اس کی مکمل حمایت کرتے ہیں (تالیاں) اور ہونا چاہیئے۔

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that the resolution moved by honorable Member may be passed? And those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. The resolution is passed unanimously. Mr. Bashir Ahmad Bilour, MPA, to please move his resolution No. 181.

جناب بشیر احمد بلور: د ټولو نه مخکښې سپیکر صاحب، ډیره مهربانی، زه د هاؤس ډیر مشکور یم چې دا د صوبائی حقوق د پاره ډیر اهم قرارداد وو چې دوئ مهربانی اوکړه چې Unanimously ئے پاس کړو، دا بل زما دا قرارداد د چې دے 181، جناب سپیکر صاحب!

"یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ چونکہ صوبہ سرحد کی انڈسٹریز میں فلور ملز انڈسٹری کے بعد سب سے فعال انڈسٹری ماچس کی ہے، کیونکہ پورے پاکستان میں ماچس کے 26 کارخانوں میں سے 22 کارخانے صوبہ پختون خوا میں قائم ہیں، ان کارخانوں کی برآمدات سے نہ صرف لاکھوں روپے کا زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے۔۔۔۔

ڈاکٹر سیمیں محمود جان: جناب سپیکر! ہم اس پر Objection کرتے ہیں کہ یہ صوبہ سرحد ہے، صوبہ پختون خوا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اچھا، Noted (تالیاں) جی، قرارداد، جی، جی۔

جناب بشیر احمد بلور: جناب سپیکر صاحب! میں یہ بتاتا چلوں اپنی محترمہ کو کہ صوبائی اسمبلی نے قرارداد پاس کی ہوئی ہے Unanimously، بہر حال ٹھیک ہے، "کارخانوں کی برآمدات سے نہ صرف لاکھوں روپے کا زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے، بلکہ اس سے صوبہ سرحد کی ہزاروں افراد کو روزگار بھی میسر ہے، چونکہ اس انڈسٹری کے خام مال یعنی سفیدہ پاپولر لکڑی افغانستان برآمد کی جارہی ہے، جس کی وجہ سے یہ اہم انڈسٹری شدید بحران کی طرف بڑھ رہی ہے، لہذا اس صورت حال کے تدارک کے لئے حکومت پاپولر لکڑی کو افغانستان برآمد کرنے پر فی الفور پابندی لگائے" ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ خدانخواستہ ہم افغانستان کے عوام کے لئے کہتے ہیں کہ ان کو کوئی مراعات ہیں، وہ نہ ملیں مگر یہاں Point of view دلته مونږه دا عرض کوؤ سپیکر صاحب، چې پرابلم دا دے چې دا سفیده چې ده پاپولر، زما ټول ملګری ناست دی په دې ډیر ښه پوهه دی، زمینداران دی چې هغه دا Poplar چې دے هغه Wood چې دے، هغه کوم ډیر دا نوے نوے چې کوم Growth کوی، هغه کټ کوی او افغانستان ته ځی او د دې سره زمونږ دا انډسټری چې ده، دا ماچس انډسټری چې کومه په صوبه پښتون خواه کښې د ټولو نه زیاته انډسټری چې دلته ده۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر! ہم Objection کرتے ہیں کہ بار بار پختون خوا کا نام نہ لیا جائے، کیونکہ یہ صوبہ سرحد ہے۔

جناب بشیر احمد بلور: یہ بے شک کہتے رہیں، میں یہی کہتا رہوں گا، یہ صوبہ سرحد کہتی رہیں، مجھے کوئی پرابلم نہیں ہے، بہر حال یہ Unanimously قرارداد پاس ہوئی ہے، میری یہ ریکویسٹ ہوگی حکومت سے، کہ اس پر مہربانی کرکے اچھے طریقے سے غور کرے اور اگر یہ قرارداد پاس کرلیں تو میں ان کا بہت مشکور ہوں، اگر نہ بھی کریں تو گورنمنٹ اس پر بیٹھ کر تسلی سے دیکھے حالات اور مہربانی کرکے ایسے حالات پیدا نہ کرے، کیونکہ یہ صرف واحد انڈسٹری، ماچس انڈسٹری جو کہ اس علاقے میں کام کررہی ہے، اگر یہ نہ ہو تو فلور ملوں کی طرح ان کی بھی یہی حالت ہوگی اور لوگ بے روزگار بھی ہوں گے اور اربوں روپے کا جو فارن

ایکسچینج ہے، وہ بھی خراب ہوگا اور واحد انڈسٹری اب صوبے میں جو ہے، وہ یہی ہے، اس لئے میری درخواست ہوگی کہ اس کو Unanimously پاس کیا جائے۔

جناب سپیکر: آنریبل، جی، افتخار احمد خان جھگڑا صاحب د او د ریدو خائے دے شته دے که؟

جناب افتخار احمد خان جھگڑا: زمونږ محترم بشیر بلور صاحب دا خبره خوا وکړه خو یو خوا خو مونږه گورو نو د دوئ دا خبره هم ټهیک ده خو بل خوا که زه څه وایم هغه دا ده چې د زمیندار د پاره خو دغه سفیده که چرته بهر ځی او که هر خوا ته ځی نو یو لس روپئی ورله سوا کوئی (قہقہے) نو دوئ ئے په سل روپئی اخلی یا ماچس والا ئے اخلی چې افغانستان ته نن سب ځی نو په دوه سوه روپئی خرخیږی، په لږه مو ده کبنې به هغوې په خیټه ماړه شی بیا به ضرورت نه وی او یا د ماچس والا قیمت زیات کړی د حکومت سره د کبنبنی او یو Agreement د او کړی۔

جناب بشیر احمد بلور: پوائنټ آف آرډر جی، هغه د قیمت خبره ما نه ده کړے او نه د قیمت خبره شته، نه زما پکښې داسې ذاتی Interest دے، زما صرف مقصد دا دی چې صرف هم دا انډسټری ده او مونږ Collective د صوبے د پاره گورو که دا انډسټری بند شی نو په زرگونو کسان به بے روزگاره شی او د خلقو آمدن به هم ختم شی، زما داسې څه ذاتی هغه نشته چې خوا مخواه اوشی خو زما دا ریکویسټ دے چې د دې صوبے د پاره بله انډسټری شته دے نه، نو که په دې کبنې داسې بندش پیدا شی نو بیا به ډیر حالات خراب شی۔

Mr. Speaker: Honorable Minister for law & Parliamentary Affairs, please.

ملک ظفر اعظم (وزیر قانون): تھینک یو سر، میں تو جناب بشیر بلور صاحب کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں بلکہ اس پر وفاقی حکومت نے لکڑی کی برآمدات پر پہلے سے پابندی لگائی ہوئی ہے اور ہماری کیبنٹ میں بھی یہ بات زیر غور آئی تھی کہ Immature جو پودے ہیں، ان کو یہ کاٹ کر ادھر لے جاتے ہیں، وہ تو ہم نے اس وقت بھی محکمہ جنگلات والوں سے ریکویسٹ کی تھی اور داخلہ والوں سے کہا تھا کہ اس کو روک دیا جائے اور

اس پر پورا عمل بھی ہو چکا ہے، تقریباً بہت زیادہ عمل ہو چکا ہے اور ہم بھی اس کے Favour میں ہیں، انشاءاللہ جی، یہ سلسلہ بند ہو جائے گا۔

جناب بشیر احمد بلور: جناب سپیکر! اگر یہ Accept کرتے ہیں تو ہاؤس کو Put up کر کے پاس کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب عبدالاکبر خان۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! یہ Immature کی بات کر رہے ہیں، وہ تو جو افغانستان میں Use ہوتا ہے تقریباً 80% وہ تو چار انچ کٹ سے زیادہ تو ہو نہیں سکتی کیونکہ وہ، نہیں جی میرا مطلب ہے کہ جس چیز کے لئے وہ استعمال کرتے ہیں، اس میں تو بڑا پودا استعمال نہیں ہو سکتا، اس میں تو Naturally وہ چار انچ یا پانچ انچ جو کٹ ہے، وہ استعمال ہو گی، اب اگر آپ چار انچ کٹ کو بند کر دیں گے تو پھر تو ادھر کوئی چیز جائے گی نہیں تو پھر کیا ہو گا، پھر ہم کدھر بیچیں گے ہمارا تو یہ پہلا نظریہ ہے۔

جناب بشیر احمد بلور: سپیکر صاحب! پرابلم هم دا دے چې هغه دا ورکوتي پرزے چې کټ کړی نو په هغے کښې تاوان هم دے، نو په دې وجه خو مونږ اووئيل چې غلط شے خی نو دا زمونږ صوبے ته ډیر زیات تاوان دے۔

جناب مظفر سید: ماجد خان صاحب کو موقع دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ہم بشیر بلور صاحب کے Favour میں ہیں، جو یہ کہہ رہے ہیں کہ چار انچ کا پودا کاٹ رہے ہیں تو چار انچ سے بھی کم کاٹ رہے ہیں، چار انچ تو کاٹ رہے ہیں، اس سے بھی کم پودوں کو کاٹ رہے ہیں۔

جناب افتخار احمد خان جھگڑا: یہ سفیدہ جو ہے، یہ کوئی دیار تو نہیں ہے، سفیدہ جو ہے، وہ تین سال میں چھ انچ سے بڑھ جاتا ہے اور ابھی ورائٹیز جو آئی ہیں، بلکہ یہ ہم دو، دو سال میں کاٹتے اور بیچتے ہیں تو جس کا ذرا ذاتی تجربہ ہو گا، انکو اندازہ ہو گا کہ ایک سال کے اندر ہی وہ آپکو چار انچ کی لکڑی دیتے ہیں اور اگر سال کے اندر زمیندار نہ بیچے تو میرے خیال میں اگر وہ چار سال کی ہو جائے تو سو کی جگہ اسکے ایک سو بیس روپے ملے گے۔

جناب سپیکر: جی، عبدالماجد خان صاحب۔

جناب عبدالماجد: جناب عالی! زه دواړه فریقنو په دې اسمبلی کښې ډیر قدر کوم، لیکن په دې سلسله کښې کاشتکار ته ډیر لوئے تکلیف دے، دا یو شے دے د برآمد د پاره زمونږ د دې ملک نه، چې نزدے برآمد زمونږه د دې ملک نه کیږی نو که چرے په دې باندې پابندی اولګی نو یقیناً چې کاشتکار به په دې باندې ډیر زیات متاثره شی، او دا هغه لرګے ځی چې هغه ډیر معمولی لرګے دے، ډیر نرئے لرګے دے، ډیر کچې لرګے دے او د ډیر معمولی آبادئی د پاره دا کیږی۔

جناب سپیکر: جی، هاؤس ته به ئے Put up کړو۔

جناب عبدالاکبر خان: بیا یو کار اوکړئی جی، ګورنمنټ که لکه مونږه سپورټ کوی نو خیر دے بشیر خان هم خبره اوکړه، هغوې سپورټ اوکړلو نو په دغے لحاظ باندې، نو دے له خو به Registration liability پکار وی د داسې کولو د پاره، نو خیر دے مونږه به درے واړه کښینو، څلور واړه، افتخار خان او ماجد خان او د دې د پاره څه طریقه به را اوباسو۔

جناب سپیکر: بالکل صحیح ده۔

جناب بشیر احمد بلور: بالکل په دې به د دوئ سره خبره اوکړو او دوئ Already منی چې دوئ پابندی هم لګولے ده، مونږ ته څه انکار نشته۔

Mr. Speaker: Not pressed.

قرارداد نمبر 201۔

Dr. Mohammad Zakir Shah, MPA, to please move his resolution No. 201. Dr. Muhammad Zakir Shah, MPA, please.

ڈاکٹر محمد ذاکر شاہ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ "یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے پرزور سفارش کرتی ہے کہ سرکاری، نیم سرکاری اور پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں کلاس ون سے کلاس پنجم تک ناظرہ قرآن اور کلاس ششم سے کلاس دہم پریڈ وائز ترجمہ قرآن لازم قرار دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، مولانا جہانگیر خان صاحب۔

مولانا جہانگیر خان: شکریہ، جناب ڈاکٹر ذاکر شاہ صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے، میں اسکی تائید کرتا ہوں، صرف ایک بات کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ ترجمہ لازمی ہے، لیکن ترجمہ کون کریگا؟ لہذا حکومت اس بات کا بھی بندوبست کرے کہ معلم ہر سکول، پرائمری سکول میں ہو تاکہ وہ ترجمہ پڑھا سکے۔

محترمہ نعیمہ اختر: سپیکر صاحب! په دې باره کښې زمونږه یوقرارداد دې، هغه تر اوسه پورې رانغلو چې په هر سکول کښې د یو قاری، حافظ معلمه تعینات کړے شی۔

جناب نادر شاہ: جناب سپیکر! اجازت دے جی؟

جناب سپیکر: جی، نادر شاہ صاحب۔

جناب نادر شاہ: دا ډاکټر صاحب چې کوم قرارداد پیش کړے دے، زمونږ ټولو د پاره ډیر اهم قرارداد دې د مسلمانانو په حیثیت باندې ځکه چې د بچو د قرآن و سنت په رنړه کښې تربیت یو صدقه جاریه ده نو، لهذا زمونږه ټول هاؤس ته درخواست دے چې دا د Unanimously پاس کړی ځکه چې په دې زمونږه د دنیا هم فائده ده او د آخرت هم فائده ده۔

جناب سپیکر: جی، بشیر احمد بلور صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: سپیکر صاحب! د دې قرارداد باره کښې څنګه چې دا قرارداد دې، دیکښې خو ناظره قرآن کریم پکار ده، دا همیشه مونږه کړې ده، مونږه چې ماشومان وو نو پرائمری کښې ضروری وی او دا هم داسې کیږی، دا ترجمه چې ده، دا پریډ وائز مطلب صرف دا دے چې د دې د پاره سپیشل پریډ د مختص شی، ستاسو دا مطلب دے، هیڅ اعتراض مونږه ته نشته، دا د پاس کړے شی۔

جناب سپیکر: جی، زبیدہ خاتون صاحبہ۔

محترمہ زبیدہ خاتون: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ ہم اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتے ہیں، چونکہ ہم سب مسلمان ہیں اور قرآن جو ہے، وہ تمام علوم کا سرچشمہ ہے اور اسکے بغیر نہ ہی ایک مسلمان کی دنیا سنور سکتی اور نہ آخرت تو اس لئے ہم اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتے ہیں اور یہ بھی ایک مسئلہ ہے کہ، چونکہ بچے جو ہین انکا سارا دن سکول میں گزر جاتا ہے پھر جب وہ گھر آتے ہیں تو وہ اتنے تھکے ہوئے ہوتے ہیں کہ انکے پاس اور ٹائم نہیں ہوتا تو سکول میں ایک ماحول بنا رہتا ہے اور وہاں پر ہی یہ ممکن ہے کہ وہاں پر قرآن کے

ترجمے اور تفسیر کے ساتھ تعلیم اور سمجھنے کا موقع فراہم کیا جائے، ہماری تجویز یہ ہے کہ قرآن کو باقاعدہ کورس کا حصہ بنا کر اس میں باقی مضامین کی طرح اسکے بھی سو نمبر ہوں اور اسکو کورس کا حصہ بنا دیا جائے، جس طرح اور مضامین پڑھائے جاتے ہیں تو اسی طرح اسکو کورس کا حصہ بنایا جائے، اور یہی امت مسلمہ کی وحدت اور بقا کے لئے انتہائی ضروری بات ہے۔

جناب سپیکر: سلمیٰ بابر صاحبہ۔

محترمہ سلمیٰ بابر: جناب سپیکر صاحب! ایک مسلم خاتون کی حیثیت سے اور اس صوبائی اسمبلی کی رکن کی حیثیت سے، ایک ٹیچر کی حیثیت سے ایک سیاستدان کی حیثیت سے میں اس قرارداد کی حمایت کرتی ہوں (تالیاں) اور شکریہ ادا کرتی ہوں کہ جس نے یہ قرارداد یہاں پیش کی ہے، یہ ہمارے اسلام کی روح ہے، لہذا ہمیں اس چیز پر فخر کرنا چاہیئے۔

جناب وجیہ الزمان خان: سپیکر صاحب! ایک تھوڑی سی گزارش ہے۔

جناب سپیکر: جی، وجیہ الزمان صاحب۔

جناب وجیہ الزمان خان: ہم آنریبل ممبر کے بڑے مشکور ہیں کہ انہوں نے اتنی اچھی تجویز پیش کی ہے، سر! ہم اس کی تائید بھی کرتے ہیں، لیکن اسکے ساتھ ساتھ گزارش یہ ہے کہ اکثر دیکھتے ہیں یہ بات آئی ہے کہ ہماری ساری جو بنیاد ہے وہ قرآن کریم کے اوپر ہے تو کچھ لوگ اسکو صحیح پڑھتے نہیں ہیں اور ایسا پڑھتے ہیں کہ بعض اوقات آدمی کو کچھ عجیب سا محسوس ہوتا ہے تو گزارش ہے کہ نہ صرف اسکو رائج کیا جائے، بلکہ اچھے قراء کو سکولوں میں بھیجا جائے جو کہ اچھی طرح بچوں کو سکھائیں تاکہ قرآن لوگ پڑھیں اور لوگ سنے اور سمجھ سکیں۔

جناب مظفر سید: جناب سپیکر صاحب دے کښې زما-----

جناب سپیکر: میرے خیال میں مزید ڈسکشن کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب مظفر سید: نه زه پکښې يو تجويز پيش کومه، د دې سره دے، يو دا چې د دې قرارداد حمايت سره زه دا وايم چې کوم ټی ټی ټيچر هغه ختم کړے شوې وو۔

جناب سپیکر: د دې د پاره به بيا ځان له قرارداد راوړے۔

جناب مظفر سید: مونږه د هغه خلقو خبره کوؤ چې د غه ټی ټی ټیچرد بحال شی-----

جناب سپیکر: عتیق الرحمان صاحب۔

جناب عتیق الرحمان: مونږه هم د دې قرارداد حمایت کوؤ خو زه دا وائیل غواړم چې زمونږ په سکولونو کښې خو ټیچران نشته نو دا به د چرته نه بیا راولی؟ څنګه به دا کمے پورا کوی؟

جناب سپیکر: د دې قرارداد حمایت خو کوئی کنه۔

جناب عتیق الرحمان: حمایت خو ئے کوؤ۔

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that the resolution moved by honorable Member may be passed? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. The resolution is passed unanimously.

(Applause)

ڈاکٹر محمد ذاکر شاہ: زه د ټول هاؤس شکریه ادا کومه په دې سلسله کښې، ډیره مهربانی۔

Mr. Speaker: Maulana Muhammad Asmatullah, MPA, to please move his resolution No. 143. Maulana Muhammad Asmatullah, MPA, please.

مولانا عصمت اللہ: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر! میں ایک قرارداد پیش کرتا ہوں۔

"یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ ضلع کوہستان بشمول ہزارہ وسوات زون تھری میں شامل ہے، لیکن ضلع کوہستان میں تعلیمی معیار زون کی دیگر اضلاع کے برابر نہیں ہے، لہذا ملازمتوں میں ضلع کوہستان کے میرٹ کو زون نمبر 3 کی دیگر اضلاع سے الگ متعین کیا جائے، تاکہ پسماندگی دور کرنے میں مددگار ثابت ہو۔"

جناب سپیکر! کہتے ہیں کہ

عجیب چیز من دیدم کہ شست پادو سم دارد

عجائب تر ازاں دیدم میان پشت دم وارد

جناب سپیکر! ضلع کوہستان (شور) اسکی مثال اور ترجمے پر آتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ قواعد کا تقاضہ بھی ہے کہ آپ اس کا ترجمہ کریں۔

محترمہ سلمیٰ بابر: یہ ترجمہ بھی شاعری میں ہونا چاہیئے۔

(تالیاں)

مولانا عصمت اللہ: جناب سپیکر! کہتے ہیں کہ میں نے ایک عجیب چیز کو دیکھا۔

قاری محمد عبداللہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: قاری عبداللہ بنگش صاحب۔

قاری محمد عبداللہ: مولانا عصمت اللہ صاحب فرما رہے ہیں "من دیدیم" یہ من واحد متکلم ہے "دیدیم" جمع متکلم ہے، انکو چاہیئے کہ فارسی کی عبارت درست کریں۔۔۔۔۔

(قہقہہ)

مولانا عصمت اللہ: جناب سپیکر! یہاں پر اسمبلی میں تو یہ بتایا گیا کہ قرآن شریف کو اچھے لہجے میں لوگ نہیں پڑھتے، یہ کہتا ہے کہ فارسی کے عبارت کو درست کیا جائے (قہقہہ) جناب سپیکر! یہ ضلع کوہستان ایک ایسا عجیب وغریب ضلع ہے کہ آج تک ہماری صوبائی اسمبلی کے سیکرٹریٹ میں اس ضلع کے باسیوں میں سے ایک چپڑاسی تک نہیں ہے، جناب سپیکر! ضلع کوہستان ایک ایسا ضلع ہے کہ آج تک وہاں پر اکہتر مڈل سکول بنے ہیں، لیکن ایک ایس ای ٹی ٹیچر نہیں ہے، جناب سپیکر! کوہستان ایک ایسا ضلع ہے کہ وہاں کے باسیوں اور ڈومیسائل کے حامل افراد میں ابھی تک صرف ایک نائب تحصیلدار ہے، جناب سپیکر! ضلع کوہستان کے باسیوں میں سے آج تک صرف ایک آدمی ڈی ایس پی کی پوسٹ پر ہے اور جناب والا، وہاں کی تعلیم کی صورت حال یہ ہے کہ اس ڈسٹرکٹ میں ابھی تک کوئی کالج نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اور بارہ سال سے متواتر آنجناب منسٹر آرہے ہیں، لیکن بدقسمتی سے اس مرتبہ وہ منسٹر نہیں بن سکے ہیں۔

مولانا محمد عصمت اللہ: جناب سپیکر! وہاں پر اگر کوئی ہائی سکولز ہیں بھی تو وہاں پر کسی بھی ہائی سکول میں سائنس ٹیچر نہیں ہے، ان حالات میں اگر اس ضلع کو زون میں دوسرے اضلاع کے ساتھ شامل کرکے

کہا جائے کہ آپ ان سے مقابلہ کرکے آگے نکل جائیں تو میرے خیال میں نہ یہ انصاف کا تقاضہ ہے کہ آپ دو آدمیوں کو میدان میں اتاریں اور ایک کے ہاتھ میں کلاشنکوف یا تلوار دے دیں اور دوسرے کے ہاتھ پاؤں باندھ کر کہیں کہ آپ مقابلہ کریں انکے ساتھ، اس لئے میں اپنے ان مخصوص معروضی اور زمینی حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے تمام ہاؤس کے ممبران سے تمام سیاسی جماعتوں کی وابستگی سے بالاتر ہو کر۔۔۔۔

قاضی محمد اسد خان: مولانا صاحب! یہ ذرا زون پر تھوڑی سی روشنی ڈالیں کہ اس سے کیا مطلب ہے کہ کس میں شامل کیا جائے؟

مولانا محمد عصمت اللہ: یہ زون تھری میں ہے۔

قاضی محمد اسد خان: تھری اور ون میں کیا فرق ہے؟

مولانا محمد عصمت اللہ: تو اس مستثنیٰ کو علیحٰدہ علیحٰدہ کیا جائے، میں نے اس میں لکھا ہے، اگر آپ پڑھ لیں تو اس حوالے سے جی، اگر باہر کے کسی استاد کی وہاں پر تعیناتی بھی کی جائے، Appointment بھی ہو جائے۔

جناب سپیکر: قاضی صاحب! بس آپ سے جان چھڑانا چاہتے ہیں، جس طریقے سے بھی ہو۔

مولانا محمد عصمت اللہ: تو وہاں پر استاد کا آرڈر ہونے کے بعد وہاں جانے سے پہلے وہ دفتروں کے چکر میں ہوتا ہے کہ میں اپنی ٹرانسفر کرواؤں اور ہمارے وہاں کے تعلیمی اور دیگر جو مسائل ہیں، وہ جوں کے توں رہتے ہیں۔

جناب والا! یہ ایک ایسا ضلع ہے کہ وہاں پر اگر میں کہوں کہ یہاں کے استاد کو میں وہاں ڈیوٹی پر مجبور کردوں تو وہ وہاں جا ہی نہیں سکتا، آپ کو معلوم ہے کہ کارگل میں جب ہماری لڑائی لگی تھی تو وہاں پر ہماری جو سپیشل فورسز تھیں، یہ نہیں جاسکتیں، این ایل آئی والوں نے لڑائی کی وہاں، کیونکہ وہ ہارڈ ایریا ہے، وہاں تو ہارٹ اٹیک کا خطرہ ہوتا ہے، ان معروضی حالات میں آپ کی وساطت سے معزز ہاؤس کے تمام ممبران سے میری یہ درخواست ہے کہ اس معصوم سی قرارداد کا آپ بھرپور ساتھ دیکر اس مظلوم خطے کے عوام کو عدل و انصاف فراہم کریں۔

جناب امانت شاہ: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی، امانت شاہ صاحب۔

جناب امانت شاہ: د دې متعلق ما یو قرارداد جمع کړے دے د زونونو په باره کښې هغه هم په دغه شکل باندې چې هغې کښې زمونږ پیښور، مردان، صوابی۔۔۔۔

جناب سپیکر: څه هغه چې بیا کله راشی نو۔۔۔۔

جناب امانت شاہ: په هغې کښې د آبادئی په تناسب سره دغه تقسیمول غواړی او دغه میرټ په دغه انداز باندې ورکول غواړی که چرے داسې اوشی چې کوهستان دے، لکه څنګه چې د عصمت الله صاحب قرارداد دې چې دوئ هم دغه لیکلی دی چې زمونږ کوهستان د په یو جدا زون کښې راشی او د دې برابر دوئ ته فائده ورکړے شی او دا نورے اضلاع د دهغې یکسر نظر انداز پاتی شی، نو د پسماندګئی د ختمولو د پاره پکار خو دا وو چې څومره زونونه چې دی، تقریباً اووه دی یا څو دی؟ هغه ټول زونونه د آبادئی په تناسب سره هغوې ته د میرټ هغه لحاظ چې دے ورکړے شی یا هغه کوټه سسټم چې د مخکښې کوم مقرر وو نو هغه د باقاعده ختم کړے شی بهرحال دوئ چې دا کوم قرارداد مخے ته راوړے دے نو دوئ وائی چې کوهستان د جدا زون کښې راوستے شی نو دا که د آبادئی په تناسب سره اوشی نو ان شاء الله دا به ډیره بهتر وی۔

جناب سپیکر: جی، وجیہ الزمان صاحب۔

جناب وجیہ االزمان خان: شکریہ جناب سپیکر میرے ان بھائی نے بات کی ابھی کوہستان کے حوالے سے سابقہ حکومت میں میرے پاس صحت کا قلم دان تھا، اس وقت بھی ہمارے ساتھ اکثر یہ پرابلم ہوتا تھا کہ دور دراز علاقوں میں، کوہستان میں اور ایسے ہارڈ ایریاز میں ڈاکٹر ز نہیں جایا کرتے تھے، اس کے لئے ہم نے ایک پالیسی بنائی تھی وہ یہ تھی کہ علاقے کو تقسیم کر دیا جائے، Hard Area اور ایک عام ایریا میں، اس میں یہ ہے کہ ہم تو جانتے ہیں کہ لوگوں کو نوکریاں ملیں، لیکن ہم اپنے مستقبل کو قربان کر کے نوکریاں نہیں دینا چاہیں گے، اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ ایسے اساتذہ جو وہاں نہیں جانا چاہتے، ان کو Hard Area Declare کر کے تنخواوں میں اضافہ کر دیا جائے، مراعات میں اضافہ کر دیا جائے تاکہ ان کے لئے تھوڑی سی Allurement ہو اور وہ وہاں جا کر بچوں کو پڑھا سکیں، میں سمجھتا ہوں کہ ایک آدمی جو کہ آٹھویں یا

ساتویں پڑھا ہوا ہے، وہ بچوں کو صحیح تعلیم تربیت نہیں دے سکتا، بلکہ ایک صحیح پڑھا ہوا آدمی اگر اس کی تین چار ہزار روپے تنخواہ ہے اور وہ کوہستان نہیں جاتا تو اس کی تنخواہ آٹھ سے دس ہزار روپے کی جائے، جس طرح ہم نے ڈاکٹرز کے لئے بڑھائی تھی تاکہ وہ وہاں جائیں، مراعات ملیں اور وہاں بچوں کو صحیح تعلیم مل سکے شکریہ جناب سپیکر۔

جناب فیصل زمان: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: فیصل زمان صاحب! آج میرے خیال میں آپ (تالیاں) جی۔

جناب فیصل زمان: تھینک یو جناب سپیکر، میں اس قرارداد کی پرزور تائید کرتا ہوں، لیکن ایک Confusion ہے کہ مولانا صاحب نے فرمایا کہ ضلع کوہستان عجیب وغریب ضلع ہے، ذرا اس کی وضاحت کردیں کہ کس طرح عجیب وغریب ہے؟

جناب سپیکر: (قہقہے) اچھا۔

جناب فیصل زمان: آیا وہاں رات کو سورج نکلتا ہے؟ کس طرح عجیب وغریب ہے؟ پلیز۔

(قہقہے)

جناب سپیکر: زرگل خان۔

جناب زرگل خان: سپیکر صاحب! عجیب وغریب کا مطلب یہ ہے کہ وہ غریب ضلع ہے جی، اور یہ حقیقت ہے کہ عجیب اس لئے ہے کہ مولانا صاحب وہاں سے ممبر آجاتے ہیں، (قہقہے/تالیاں)، جناب سپیکر صاحب میں۔۔۔۔۔

جناب امانت شاہ: اور یہ غریب اس لئے ہیں کہ یہ حضرت صاحب وہاں کے نہیں ہیں۔

جناب زرگل خان: میں اس کی پرزور حمایت کرتا ہوں، یہ حقیقت ہے جی، حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا پسماندہ ضلع ہے۔

جناب سپیکر: لیکن کالاڈھاکہ اسمیں شامل کریں۔

جناب امانت شاہ: جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔۔

جناب زرگل خان: نہیں جی، یہ ان کے لئے الگ کردیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، قلندر خان لودھی صاحب۔

جناب امانت شاہ: جناب سپیکر صاحب۔

مولانا محمد ادریس: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جناب قلندر خان لودھی صاحب۔

جناب قلندر خان لودھی: مولانا صاحب نے جتنی درد مندانہ اپیل کی ہے اور اتنی باتیں کی ہیں تو میری Request ہے Honourable Assembly کے ممبران سے کہ اس کے متعلق Positive سوچ کریں، اس کو ہنسی مذاق میں نہ لے جائیں، جس کو تکلیف ہوتی ہے، ہر ایک کو اپنی گھر کے خود پتہ ہوتا ہے، اپنے گھر کا اپنے ضلع کا ان کو پتہ ہے، وہاں واقعی بہت زیادہ تکالیف ہیں، اس کے لئے میری ایک Proposal ہے کہ جو لوگ بھرتی کئے جاتے ہیں، اس سے پہلے کہ ان کو بھرتی کیا جائے ان کے لئے پانچ سال یا چھ سال کا عرصہ رکھا جائے کہ انہوں نے وہاں Must سروس کرنی ہوگی، اس کی شرط لگائی جائے، چونکہ انکے ضلع میں تعلیم والے لوگ نہیں ہیں، وہاں تو ملینگے نہیں، باہر کے لوگ ملیں گے تو اس کے لئے گورنمنٹ ان پر پابندی لگائے، وہاں کی سیٹیں نکالی جائیں اور ان پر بھرتی کرکے ان لوگوں کو بھیجا جائے، چھ سال کے لئے ان پر پابندی ہو تاکہ ان کی محرومی ختم ہو جائے، شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: مولانا محمد ادریس صاحب۔

مولانا محمد ادریس: جناب سپیکر صاحب! زه یو عرض کوم او هغه دا دے، د ډیر احترام سره د ټولو معزز ممبرانو چې دا خو یو زمونږ د اسمبلی چې دا کوم ممبران دی، دوئ دا د سنجیدګئ مظاهره کوی، یو ممبر چې خپل یو قرارداد پیش کړی نو دهغې نه مذاق جوړ شی، دهغې نه ټوقے جوړی شی، استهزا ترینه جوړه شی او بیا ټول خاندی، نو کم از کم مونږ خو د دې ټولے صوبے منتخب ممبران یو او دا یوه بهترینه او معزز اداره ده، او زمونږ دلته کښې اخبار والا حضرات هم ناست دی، دا خبرې بهر اوځی هم، نو لږه مهربانی د اوشی او د سنجیدګئ مظاهره د اوشی۔

جناب سپیکر: جی، جی۔

مولانا محمد عصمت اللہ: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں، جی۔

جناب سپیکر: مولانا محمد عصمت اللہ صاحب۔

مولانا محمد عصمت اللہ: کچھ ساتھیوں نے بتایا کہ وہ عجیب وغریب قسم کا ضلع ہے تو وہ اس انداز میں ہے جی، اس کی اس وقت ایک ایک ویلی میں یک طرفہ پیدل 60,70 کلومیٹر راستہ ہے، جہاں پر مڈل سکولز ہیں، اب وہاں پر، میرا یہ مقصد نہیں ہے کہ اگر ایک آدمی تعلیمی کوالیفکیشن پر پورا نہیں اترتا ہے تو اس کی وہاں کے لئے آرڈر ہوں، اب ایک آدمی ہے، جو اسی گاؤں سے تعلق رکھتا ہے، وہ بی اے بھی ہے، بی ایڈ بھی ہے، لیکن صرف اس وجہ سے کہ اس کا ایک نمبر کسی دوسرے سے کم ہے تو دوسرے ضلع سے کوئی وہاں جائے، یک طرفہ ساٹھ، ستر کلومیٹر دور جا کر وہ اس ادارے کو کیسے آباد کر سکے گا؟ میرے اندازے کے مطابق وہاں پر اس کو اگر لاکھ روپیہ بھی دے دیں، وہ تو اس کو ایک جیل سمجھے گا، وہاں وہ نہیں جا سکتا، ان راستوں وہ نہیں جا سکتا، وہ بیچارہ تو ان پہاڑوں میں گر کر مر جائیگا، اسکو ہم مارنے کے لئے تو نہیں لے جا سکتے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں عجیب وغریب کے لئے یہ Definition اور تشریح کافی ہے، جناب مولانا فضل علی صاحب۔

مولانا فضل علی (وزیر تعلیم): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریه، جناب سپیکر صاحب، مونږه ته دا مشکلات معلوم دی د کوهستان د علاقے جی او زمونږه مکمل اتفاق دے د دې قرارداد سره د مولانا عصمت الله صاحب او دے سره سره مونږه ګورو چې دا کوم اضلاع کښې کوهستان شو یا نور اضلاع شو، دا سې چې هلته کښې دا مشکلات دی چې هغې کښې میرټ پالیسی کښې څه نه څه تبدیلی راولو او خواه مخواه دے خلقو ته ریلیف ورکړو، نو زمونږه ددوئ سره مکمل طور سره اتفاق دے، خو مولانا عصمت الله صاحب نه زه دا تپوس کوم چې دے خو منسټر هم پاتے غوے دے، هلته هسپتال نشته، سکول نشته، بل څه شے نشته، نو هغه خپل دور کښې کوهستان د پاره څه خو به کړی وی کنه جی، پکار دی چې دا خو (تالیاں) ان شاء الله مونږ به کوؤ، بالاتفاق مونږه د دې سره یو۔

مولانا محمد عصمت اللہ: اس کے بارے میں اتنا عرض کرونگا، جی کہ ہم نے بہت کچھ کیا ہے جی، لیکن میں نے آپکو یہی بتایا ہے کہ وہ میدانی علاقے نہیں ہیں، یہاں شہروں میں بیٹھنے والے لوگ اسکے جو معروضی حالات ہیں، ان کو سمجھنے سے قاصر ہیں اور ہم ان کو سمجھانے سے قاصر ہیں، وہاں دو کلومیٹر روڈ نکالنے میں

بھی کئی سال لگتے ہیں، اور خوش قسمتی یا بد قسمتی آپ ایک منصوبے پر جا رہے ہوں تو یہاں ہمارے اچانک اوپر آرڈر آجاتے ہیں کہ اسمبلیوں کو توڑ دیا گیا ہے، حکومتیں ختم کر دی گئیں ہیں، اور پھر جب دوسرا کوئی آجاتا ہے تو اس کی اور ترجیحات ہوتی ہیں، الحمد اللہ ہم نے سکول بھی بنائے، روڈ پر بھی ہم نے کام شروع کروایا تھا، نہریں بھی بنوائیں، سارا کچھ کیا، لیکن پھر اسمبلیاں جلدی جلدی ٹوٹنے کی وجہ سے وہ تسلسل بھی قائم نہیں رہ سکا، اب ہم آئے ہیں اور اب تو ہم چونکہ، پہلے ہم کسی کے حمایتی ہو کر آتے تھے اور اب، چونکہ ایم ایم اے کی حکومت میں ایم ایم اے کے ہو کر آئے ہیں تو ہم ان سے تو ضرور ریلیف کی توقع کریں گے۔

جناب سپیکر: خلیل عباس صاحب۔

قاضی محمد اسد خان: ایک گزارش تھوڑی سی ہے۔

جناب سپیکر: خلیل عباس صاحب، خلیل عباس صاحب۔

جناب خلیل عباس خان: شکریه، سپیکر صاحب، دا قرارداد چې کوم مولانا صاحب پیش کړے دے دا خو کوهستان په حوالے سره دے، خو زه به د دې موقعے نه فائده واخلم، د حکومت او د وزیر تعلیم صاحب په خدمت کښې به دا عرض کوم چې مولانا صاحب خو د کوهستان خبره کوی، زما تعلق جی نوښار ضلع سره دے او زما چې کومه صوبائی حلقه ده، هغه تقریباً پچهتر، چهتر کلومیټر اوږده ده جی، په نظام پور علاقه کښې ماته وفد راغلو، څلور یونین کونسلو ناظمان ماته راغلي وو، او هغوي دا خبره اوکړه، چې زمونږ په سکولونو کښې داخلے نه دی شوی، دا استاذانو دا حال دے جی، چونکه زما حلقه داسې ځی ځی او کوهاټ ضلع سره ملاویږی جی، نوښار ضلع کوهاټ ضلع سره ملاویږی، ډیره پسمانده علاقه ده جی نو زه دا وئیل غواړم جی چې په هارډ ائریا کښې چې هغه په هره ضلع کښې د ولے نه وی، هغې د پاره د یا میرټ پروسیجر بدل شی یا د ورته څه اضافی مراعات ورکړے شی، او دے کښې لویه مسئله دا ده جی چې هلته زنانه ټیچر نه ځی، سکولونه نشته، انفراسټرکچر شته، هر څه شته دے نو دے د پاره د څه غور و خوض حکومت اوکړی چې په مستقل بنیادو دا مسئله حل شی۔

جناب سپیکر: هر ځائے دا چل دے، وجیه الزمان صاحب۔

ایک معزز رکن: سپیکر صاحب! میں ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: وجیہ الزمان صاحب۔

جناب وجیہ الزمان خان: جناب سپیکر صاحب! مولانا صاحب نے ابھی کہا کہ ہمارا علاقہ اتنا دشوار ہے کہ ایک لاکھ روپے بھی دیں تو کوئی جانے کو تیار نہیں ہے، میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ لاکھ نہیں پچاس ہزار دیں میں اتنا سٹاف ان کو Provide کر کے دیتا ہوں، بیسٹ ٹیچرز دیتا ہوں، جو وہاں جا کر رہیں گے۔

جناب شاہ راز خان: د دې دا مطلب نه دے جی، د مولانا صاحب۔۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں، نہیں۔

مولانا محمد عصمت اللہ: جناب عالیٰ! میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں، یہ میں نے اس لئے کہا ہے کہ یہ ایک فارمی جو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز، شہزادہ صاحب۔

مولانا محمد عصمت اللہ: جناب ایک ہوتا ہے دیسی مرغ اور ایک ہوتا ہے فارمی مرغ، اگر فارمی مرغ کو آپ باہر پھینک دیں تو وہ زندہ ہی نہیں رہ سکتا اور میں یہ نہیں، اگر۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: میرے خیال میں منسٹر اور آپ مل بیٹھ کر اس مسئلے کا حل نکال لیں جی، سراج الحق صاحب۔

جناب شاہ راز خان: جناب سپیکر، جناب سپیکر۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: آنریبل مسٹر سپیکر سر، ٹھیک ہے میں جا رہی ہوں۔

محترمہ صابرہ شاکر: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: جی، سراج الحق صاحب۔

جناب سراج الحق (سینئیر وزیر): میں بات کرنا چاہونگا، لیکن اس سے پہلے ایک بہن نے اجازت لی ہے تو زرا۔۔۔۔۔

محترمہ صابرہ شاکر: صرف ایک شعر عرض ہے۔

؎ تو ہے سورج تجھے معلوم کہاں رات کا دکھ
تو کسی روز میرے گھر میں اتر شام کے بعد

آپ کو نہیں پتہ کہ یہ کوہستان ایریا یا ہمارے ائریا کتنے مسائل کا شکار ہیں، آپ تو مذاق میں یہ بات ٹال رہے ہیں، لیکن یہ مذاق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اچھا۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: مسٹر سپیکر سر، ایک منٹ مجھے چاہیئے صرف۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: جو بات ابھی ہو رہی تھی، مذاق برائے مذاق ہے، میرا چونکہ ڈسٹرکٹ مانسہرہ سے تعلق ہے اور کوہستان سے بھی ایک تعلق بنتا ہے، ان ایریاز میں ہم نے کافی سوشل ویلفیئر پروگرامز کئے ہیں، میں Definitely آپ سے یہ Request کروں گی کہ کوہستان کو ایک Hard Hit Area قرار دیا جائے، وہاں واقعی وسائل بہت کم ہیں اور مسائل زیادہ ہیں، یہ نہیں کہ میں انکی وہ کرنا چاہتی ہوں، لیکن حالات اس قسم کے ہیں کہ وہاں پر سکولز بنے ہوئے ہیں اور ان میں مال مویشی بندھے ہیں، کیونکہ اساتذہ وہاں پر جانے کے لئے تیار نہیں ہیں تو وجیہ الزمان صاحب نے جو بات کی ہے، میرے خیال میں بہت اچھی بات کی ہے کہ اگر Incentives آپ بڑھا دیں، Incentives اچھے کر دیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ کوہستان کو اچھے پڑھے لکھے اساتذہ نہ جائیں۔

جناب شاہ راز خان: جناب سپیکر ما تہ اجازت دے جی؟

جناب فرید خان: پوائنٹ آف آرڈر، مسٹر سپیکر۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: تو پلیز، ون منٹ میں آپ سے یہ ریکویسٹ کرتی ہوں کہ Without Any jokes Kohistan should be declared climate of hard hit area.

جناب فرید خان: پوائنٹ آف آرڈر جی۔

جناب سپیکر: جی، مولانا فضل علی صاحب۔

مولانا فضل علی (وزیر تعلیم): مونږه خو جی د مولانا صاحب قرارداد سره متفه طور ورسره یو جی۔

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that the resolution moved by honourable Member may be passed? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is passed unanimously.

مولانا محمد عصمت اللہ: جناب سپیکر! میں تمام ہاؤس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The House is adjourned for tea break.

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی چائے کے لئے ملتوی ہوگئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ظاہر علی شاہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب ظاہر علی شاہ صاحب۔

جناب ظاہر علی شاہ: میں نے آپ کے سیکرٹریٹ میں کچھ کوئسچن داخل کرائے تھے اور ساتھ ہی ایک تحریک التواء بھی داخل کرائی تھی، آج اس کو کم از کم دس دن ہوگئے ہیں، مجھے پتہ نہیں وہ Proceeding میں کیوں نہیں آرہے؟

جناب سپیکر: یہ تو جواب آپ نے خود دیا ہے، Question تھا، Question تھا اور۔۔۔۔۔

جناب ظاہر علی شاہ: ایک، ایک تحریک التواء بھی دی تھی۔

جناب سپیکر: تو Question کا تو 15 Days پہلے نوٹس دینا چاہئیے اور تحریک التواء کے لئے۔

جناب ظاہر علی شاہ: 15 Days اس کو ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: ان شاءاللہ آئندہ کے لئے سیکرٹریٹ ایسا نہیں کریگا۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! میں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، عبدالاکبر خان صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! میری ایک معصوم سی قرارداد تھی۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب عبدالاکبر خان: تھینک یو جناب سپیکر، وزیر اعظم میر ظفر اللہ خان جمالی نے بھارت سے مذاکرات کے سلسلے میں اپوزیشن جماعتوں سے مذاکرات کا سلسلہ شروع کیا ہے، یہ اسمبلی اس کو صحیح سمت صحیح قدم تصور کرتی ہے۔

جناب سکندر حیات خان: پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر۔

جناب عبدالاکبر خان: اور یہ اسمبلی مطالبہ کرتی ہے۔۔۔۔۔

جناب سکندر حیات خان: پوائنٹ اف آرڈر جناب سپیکر۔

جناب عبدالاکبر خان: کہ مرکزی حکومت پاکستان پیپلز پارٹی۔۔۔۔۔

Mrs. Riffat Akbar Swati: Mr. Speaker sir, there is a point of order.

جناب عبدالاکبر خان: کی چیئرپرسن محترمہ بینظیر بھٹو کو پاکستان باعزت آنے کی اجازت دیکر ان کو ان مذاکرات میں شامل کریں، کیونکہ ان حالات میں ان کا پاکستان آنا ضروری ہے، جناب سپیکر! یہ ایک Joint resolution ہے، بشیر احمد بلور صاحب کا اور میرا دونوں کا مشترکہ Resolution ہے۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that the resolution moved by Mr. Abdul Akbar Khan, MPA, may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is passed by majority.

(Applause)

جناب بشیر احمد بلور: جناب سپیکر صاحب! میری اس ضمن میں ایک ریکویسٹ تھی کہ بینظیر صاحبہ کے ساتھ اگر۔۔۔۔۔

Mrs. Riffat Akbar Swati: Mr. Speaker sir. There is a technical saliency in it. According to the technical rules...

جناب بشیر احمد بلور: نواز شریف کا بھی نام لکھا جائے تو بہتر ہوگا۔

Mr. Speaker: Please order, please.

Mrs. Riffat Akbar Swati: No, sir, There is a technical saliency in it. Rule 124 does not allow. 15 days only prior to Assembly sitting. You can bring. Their "Qarardad". This is being spontaneous….

(Pandemonium)

Mr. Abdul Akbar Khan: The resolution has already been passed…..

(Pandemonium)

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! رولنگ تو آپ دے چکے، جناب سپیکر۔

Syed Zahir Ali Shah: Janab Speaker! The ruling has already been given.

Mr. Speaker: Order please. Order……

(Pandemonium)

جناب سکندر حیات خان: دا کوم چې په دې قرارداد باندې خبره کوی، دهغوې نمائندګان خو هغه کميټئی کښې ناست دی۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: بالکل۔

جناب سکندر حیات خان: او هغوې لګيا دی مذاکرات کوی، پکار ده چې هغه فورم باندې دوئ دا خبره اوچته کړی، ديکښې زمونږ د صوبے د اسمبلئی څه کار دے ؟ جناب سپيکرا! دا مرکز سره تعلق لری۔

جناب سپیکر: جی، افتخار احمد خان جھگڑا صاحب۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر! آپ ہماری بات سنیں۔

جناب افتخار احمد خان جھگڑا: مونږه د اے این پی او د بشير خان بلور ډيره مشکور يو چې د دې قرارداد حمايت ئے اوکړو۔

جناب سپیکر: جی جی، Net, Next قاری محمود صاحب کو آپریٹو پر-----

(قطع کلامیاں/شور)

Mrs. Riffat Akbar Swati: Mr. Speaker sir,

آپ ہماری بات کیوں نہیں سنتے۔

Mr. Speaker: Please order, please order.......

(Pandemonium)

Mr. Speaker: Please order......

(Pandemonium)

جناب افتخار احمد خان جھگڑا: جناب هغه کوآپريټو ډيپارټمنټ والا هغه Issue ده، هغه ورځ به تيره شی او پائم-----

(شور)

Mr. Speaker: Please, please. The House is adjourned for five minutes.

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی پانچ منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

قاری محمد عبداللہ: پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر، جناب سپیکر! پوائنٹ آرڈر۔

جناب سکندر حیات خان: جناب سپیکر! دا اوس چې کوم لس منته مخکښې واقعه اوشوه، مونږه د هغې مکمل مذمت کوؤ او مونږه جناب سپیکر صاحب، ستاسو د روئیې هم دغه کوؤ، تاسو د دې هاؤس کسټوډین ئی، تاسو مونږه دا ګنړو چې تاسو د یو سائیډ هم نه ئی، بلکه د دې چیئر او د دې هاؤس چلولو د پاره ئی، تاسو چې د یو فریق کردار ادا کړؤ، په هغې باندې مونږه مذمت کوؤ، جناب سپیکر! دا ډیر زیاتے دے، تاسو ته ښه پته ده چې د رولز 124 لاندے۔

Mrs. Riffat Akbar Swati: Mr. Speaker sir……

جناب سکندر حیات خان: 124 لاندے۔۔۔۔۔

Mrs. Riffat Akbar Swati: Rule 124……

Mr. Speaker: Sikandar Sherpao is already on the floor, please.

جناب سکندر حیات خان: رول 124 لاندې پنځلس ورځے نوټس پکار دے، چې کوم قرارداد دوئ پاس کوی، هغه هیڅ قسمه نوټس دوئ نه دے ورکړے، تاسوئے هم دغسې دغه اوکړؤ، جناب سپیکر! نه تاسو پکښې د حکومت د سائیډ خبره واوریده، چې دوئ څه وئیل غواړی۔

جناب عبدالاکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر جی، پوائنٹ آف آرڈر جی۔

جناب سکندر حیات خان: نه مونږ له دا موقع مو را کړه۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جناب عبدالاکبر خان۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: عبدالاکبر خان۔۔۔۔۔

(شور/قطع کلامیاں)

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! څوک چې Breach of privileges کوی د هغے خلاف دا Privileges committee کمیټئی ته دا Refer کول پکار دی۔

جناب مشتاق احمد غنی: جناب یہ 124 کی Violation ہے۔

جناب سکندر حیات خان: څکه چې زمونږه د ټولو۔۔۔۔۔

Mrs. Riffat Akbar Swati: Sir, it is a clear violation.

یہ Rule 124 میں آتا ہے۔

جناب عبدالاکبر خان: سر! اس بات کا نوٹس لیا جائے Chair کے خلاف بولنے والوں کا اور ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ اسے پریویلجز کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

جناب زرگل خان: جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: نہیں سر، یہ۔۔۔۔۔

(شور/قطع کلامیاں)

جناب سکندر حیات خان: د دوئ نمائندگان هلته خبره اوچتولے نه شی، دلته کښېني راځی او دوئ دغه کوی۔۔۔۔

جناب سکندر حیات خان: دے طریقے سره ځوک اسمبلی نه چلوی جناب سپیکر، مونږه د دې مذمت۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے آپ لوگوں کا موقف سنا ہے، تو Ruling is reserved. Ruling is reserved۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: Ruling is reserved. Ruling is reserved. Ruling is reserved. Next……

جناب سکندر حیات خان: جناب سپیکر! مونږه د دې نه واک آؤټ کوؤ۔

(اس مرحلہ پر بعض اراکین نے اجلاس سے واک آؤٹ کیا)

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! دا رولنگ صرف چې تاسو لا رولنگ Announce کړے هم نه دے، تاسو رولنگ خپل Reserve اوساتلو۔

جناب مشتاق احمد غنی: نہیں، ہم اس قرارداد کے خلاف واک آؤٹ کرتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی جی، ڈاکٹر صاحبہ، جی۔

ڈاکٹر سیمین محمود جان: جناب سپیکر سر، جناب سپیکر سر! نہیں، میں آ رہی ہوں، میں نے ایک ضروری۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ۔

ڈاکٹر سیمین محمود جان: میں نے ایک ضروری بات کرنی ہے، میں نے ایک ضروری بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر سیمیں محمود جان صاحبہ۔
ڈاکٹر سیمین محمود جان: آج جی، 8 مئی ہے اور آج انٹر نیشنل تھیلسیما ڈے ہے۔
جناب سپیکر: جی۔
ڈاکٹر سیمین محمود جان: اس لئے میں یہاں رہ گئی ہوں، چونکہ میرے معزز بھائی یہاں پر بیٹھے ہیں اور انٹر نیشنل تھیلسیما ڈے کی اہمیت صوبہ سرحد میں اس لئے ہے، کیونکہ یہاں پر 9% جو ہمارے بچے ہیں، وہ اس خون کی بیماری میں مبتلا ہیں اور یہ ورثے میں ملتی ہے اور یہاں ہر اس کی جو شرح ہے، وہ 9% ہے، اس کے لئے یہ جو ہمارے بچے ہیں، ان کو ہر تین ہفتے یا ایک مہینے بعد خون ملتا ہے اور میں اس لئے یہاں پر رہ گئی ہوں کہ وہ خون کا جو ہے (شور) ان کے بلڈ کی۔۔۔۔
Mr. Speaker: Please order.
ڈاکٹر سیمین محمود جان: سکریننگ ہونی چاہیئے۔۔۔۔
Mr. Speaker: Please order.
ڈاکٹر سیمین محمود جان: اور ان کے بلڈ کی سکریننگ ہونی چاہیئے جی، کیونکہ ہیپاٹائٹس "بی" ہیپاٹائٹس "سی" اور HIV جیسے جو Viruses ہیں، وہ ہمارے لئے خطرہ جان ہیں اور آج میں نے پڑھا ہے کہ ایک ادارہ ہے، جس کو ہر سال ایک ملین روپے ملتے ہیں تو ایسی ہمارے صوبہ سرحد میں بہت سے ادارے ہیں، جو خون کی بیماریوں کے علاج میں مصروف ہیں تو ہمارے منسٹر ہیلتھ اور سوشل ویلفیئر یہ کہیں کہ جتنے بھی ادارے ہیں، جو خون کی بیماریوں میں مبتلا بچوں کے لئے ہر ایک کو Grant Announce کی جائے، شکریہ۔
جناب سپیکر: جی۔
قاری محمد عبداللہ: پوائنٹ آف آرڈر، پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر: منسٹر، قاری عبداللہ صاحب، محترمے ممبرے صاحبے یو اھم نکتہ اوچتہ کړې دہ، حکومت بینچز تہ زہ دا وایم چې دا دغہ او کړی (شور اور قہقہے) اچھا بھائی وہ جائنٹ قرارداد NFC پر اور Net profit پر ہے۔
جناب خلیل عباس خان: قرارداد، Resolution۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! وہ ابھی Draft نہیں ہوئی ہے، میرے خیال میں فنانس کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں تو ابھی پندرہ بیس منٹ میں Draft کر لیں گے۔

جناب سپیکر: اچھا۔

جناب عبدالاکبر خان: لیکن وہ جو کوآپریٹو والی بات تھی، جناب والا۔۔۔۔

جناب سپیکر: جناب قاری محمود صاحب۔

جناب قاری محمود (وزیر آبپاشی): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر صاحب، جناب سپیکر صاحب! صوبائی بینک برائے امداد باہمی کی بندش کے ابتدائی احکامات گورنر صوبہ سرحد نے ستمبر 2000 میں جاری کئے، جس کی وجہ بینک کی ناقص کارکردگی تھی، امداد باہمی صوبہ سرحد کے رجسٹرار نے امداد باہمی کے قانون مجریہ 1925 کی شق 43 کے تحت محکمہ امداد باہمی کے افسران کے ذریعے انکوائری کرائی تاکہ بینک کے مالی حالات اور اس کی کارکردگی کا قانونی جائزہ لیا جائے، انکوائری کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں بینک کے حالات کو بہت ہی مخدوش قرار دیا، ماہ دسمبر 2000 میں پیش کی جانے والی انکوائری رپورٹ میں کمیٹی نے تفصیلاً بینک کے معاملات کا جائزہ لیا اور اس نتیجے پر پہنچی کہ یا تو بینک کی حالت بہتر بنانے کے لئے فوری اقدامات اٹھائے جائیں اور یا پھر اسے امداد باہمی کے قانون کی شق 47 کے تحت تحلیل کرنے کے احکامات جاری کئے جائیں۔

رجسٹرار امداد باہمی صوبہ سرحد نے مذکورہ شق کے تحت بینک کو تحلیل کرنے کے احکامات جاری کئے، امداد باہمی کے ایکٹ مجریہ 1925 کے تحت رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز کی کسی بھی سوسائٹی بشمول صوبائی بینک برائے امداد باہمی کے تحلیل کرنے کے احکامات جاری کر سکتا ہے اور یہ تمام کارروائی قانون کے عین مطابق کی گئی ہے، بینک کی تحلیل کے حکم نامے کو ماتحت عدالتوں اور عدالت عالیہ میں چیلنج کیا گیا اور عدالت عالیہ صوبہ سرحد پشاور نے 28 اپریل، 2003 کو اپنے فیصلے میں اس حکم نامے کو جائز اور قانونی قرار دیا، رجسٹرار امداد باہمی صوبہ سرحد نے صوبائی حکومت کی منظوری سے بینک آف خیبر کو اس بینک کا تحلیل کنندہ یا Liquidator مقرر کیا، تحلیل کنندہ کے ذریعے ملنے والی چارٹرڈ اکاؤنٹ فرم کی رپورٹ کے مطابق بینک کے اصل زر کی مد میں /21476 ملین روپے کے قرض کوآپریٹو سوسائٹیوں سے واجب الوصول ہیں اور ان

کی مد میں وصولی کی صورت میں بینک کو 17 کروڑ 13 لاکھ روپے کا خسارہ برداشت کرنا ہوگا، ہر اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ بینک کی مالی حالت اس کے جاری رکھنے کی راہ میں بڑی رکاوٹ تھی، مرکزی بینک برائے امداد باہمی جو کہ سٹیٹ بنک آف پاکستان سے قرضے لیکر صوبائی حکومتوں کی ضمانت پر صوبائی کوآپریٹو بینکوں کو فراہم کرتا تھا اور فراہم کی گئی رقوم پر کم و بیش %2 سروس چارجز وصول کرتا تھا، گزشتہ سال مرکزی حکومت نے مرکزی بنیک برائے امداد باہمی کو تحلیل کر دیا اور اس کے لئے Liquidator مرکزی بنیک برائے امداد باہمی کی طرف سے طلب کردہ پہلے سالانہ اجلاس عام منعقدہ مورخہ 12 اپریل 2003 میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ صوبائی کوآپریٹو بنیک صوبہ سرحد اپنے ذمہ واجب الادا 20 کروڑ کی رقم 30 جون 2003 تک واپس کردے ورنہ صوبائی حکومت کی گارنٹی کے تحت مرکزی محکمہ خزانہ کو صوبہ سرحد کے مرکزی وسائل میں سے اس رقم کو کاٹنے کی سفارش بھجائیگی جو کہ ایک قانونی طریقہ کار ہے، مرکزی بینک برائے امداد باہمی کے تحلیل کئے جانے کی بعد سٹیٹ بنک براہ راست قرضے کی فراہمی کریگا جو Treasury Bill کے ریٹ پر ہوتا اور اس ریٹ پر قرضہ صوبائی بینک کے لئے مہنگا پڑیگا اور اس کے چلنے کے امکانات کم ہو جاتے ہیں، تحلیل کے وقت بینک کے جاری اخراجات 25 لاکھ روپے ماہانہ کے قریب تھے، جبکہ بینک کے ذمے مرکزی اور صوبائی حکومت کے بالترتیب 20 کروڑ اور کروڑ 25 لاکھ روپے کے واجب علیحدہ قرضے ہیں، جبکہ اس وقت بینک کے نقد اثاثے 12 کروڑ کے لگ بھگ ہیں، ان ادائیگیوں کے بعد بینک کے پاس اخراجات کے لئے کوئی رقم نہیں بچتی، مندرجہ بالا قرض کے علاوہ بینک کے ذمہ کھاتہ داروں کی 3 کروڑ 70 لاکھ کی ادائیگیوں اور ملازمین کو دینے کے لئے اس وقت تک کوئی رقم نہیں بچتی جب تک کہ تمام جاری کئے گئے قرضے وصول نہ ہو جائیں۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے کچھ ممبران واک آؤٹ ختم کرکے واپس ایوان میں آئے)

(تالیاں)

وزیر آبپاشی: مزید برآں یہ کہ قرضوں کی واپسی کا عمل سود کی مد میں مکمل معافی کے باوجود جنوری 2003 سے لیکر اپریل 2003 تک بہت سست رہا اور صرف 32 لاکھ روپے کی وصولی ہوئی، جو کہ نہایت ہی کم ہے اور اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ بینک شدید مالی بحران کا شکار ہے، صوبائی امداد باہمی بنیک کی تحلیل کا عمل مارچ

2001 سے جاری ہے اوراب یہ بہت آگے بڑھ چکا ہے، بینک کی 16 شاخوں میں سے 12 شاخیں بند کی جا چکی ہیں اور باقی 4 شاخیں تحلیل کے عمل کو مکمل کرنے کے لئے چھوڑ دی گئی ہیں، بنک کے 233 ملازمین میں سے صرف 19 ملازمین اس وقت تحلیل کے ضروری عمل کی تکمیل کے لئے کام کر رہے ہیں اور جاری اخراجات 25 لاکھ روپے ماہانہ سے کم کرکے اڑھائی لاکھ روپے تک لائے گئے ہیں، اس کے علاوہ بینک کی صوبے کے مختلف مقامات میں موجود 9 جائیدادوں میں سے 5 جائیدادیں نیلام کی جا چکی ہیں، ان نیلام شدہ جائیدادوں میں سے پشاور میں واقع پلازہ کی فروخت کا عمل عدالتی کارروائی سے گزر رہا ہے، بنک کے 12 بندش کردہ شاخوں کا سامان فرنیچر نیلام کیا جا چکا ہے، اس طرح بینک کی تمام گاڑیاں بھی فروخت کی جا چکی ہیں، جناب سپیکر! دا کوآپریٹیو بینک چې وو، دا د زمیندارو د پاره قائم شوې وو، دهغې مقصد دا وو چې په وخت باندې زمیندار ته قرضه او رسیږی چې د ے خپل د زمیندارئی هغه مشکلات قابو کښې راولی، مثلاً د ټریکټر غور په وخت سره اوکړی، سره، تخم Pesticide وغیره، چې زمیندار خپل پیداوار پورا پورا هر وخت حاصل کړی، او دهغې یوه لویه وجه دصوبے د زراعت په ترقئی کښې هم وه، لیکن د بدقسمتئی نه بینک د زمیندارو په ځائے باندې یو څو من پسند خلقو ته قرضے جاری کړے، دهغې په وجه باندې بینک په خساره کښې مسلسل راروان وو، دا صحیح خبرده چې قرضے د زمیندار په نوم جاری شوې وے خو زمیندار ته قرضه او نه رسیده او دهغې یوه وجه دا ده چې زړو حکومتونو کښې یو حکومت چې کله دا محسوس کړه چې د دې قرضے Recovery ضروری ده نو هغه خپل ټول طاقت متوجه کړؤ د بینک د Recovery په حواله سره، نو بیا مونږ اولیدل چې هغه واړه واړه زمیندار چې وو، هغوې قرضے خو اغستې نه وے او هغه خلق وو چې جیلونو ته لاړل د بینک د قرضو په نتیجه کښې او هغه خلق چې چا دا قرضے خوړلے وے او دا پیسے ئے اغستې وے، هغه د کانداران وو، کاروباری خلق وو، مارکیټونو جوړولو والا خلق وو، د بینک دا قرضه صحیح زمیندار ته نه ده رسیدلے او هغه خلق په هغه وخت کښې مونږه اولیدل چې جیلونو کښې پراته وو او فریادونه ئے کول او دهغوې پرسان حال څوک نه وو، دومره پیسے دهغوې سره نه وے چې هغوې د خپلے حصے قرضه ادا کړے وے، نو بینک په دغه وجه په خپل هغه هدف کښې ناکامه شو او مونږ اولیدل جناب

سپیکر صاحب، دا 8410 سوسائټي دی، او د دې ممبران زمیندار 47734 دی، دے زمیندارو ته که قرضه رسیدلے وے، دوئ به فرسوده حال نه وؤ، دوئ به نن خوشحاله وؤ او دوئ به نن د دې بینک نه متاثره وو خو چونکه زمیندار متاثرینو کښې نه دی صرف هغه متاثرین دی چې د بینک ملازمین دی او هغه غریبانان نن اسمبلئی نه چاپیره دی که چرے هغه خلق متاثره زمیندار وونو یو فیصد خو به راوتی وو کنه یو فیصد خو به احتجاج کړے وو کنه، مونږ پسے به دفترته راغلی وو، اسمبلئی مخے ته به راغلی وو، مونږه وینو د معزز اراکینو په لاس کښې هینډ بل ورکړے شوی دی، چا ورکړی دی؟ زمیندارو ورکړی دی؟ هغه چا ورکړی دی؟ چې هغه د دې بینک ملازمینو، د بینک مقصد دا نه وو چې دا د بینک ملازم د پاره جوړشی، دا خو د صوبے د زراعت د ترقی د پاره وو، دا د غریبانانو زمیندارو د پاره وو چې په وخت قرضه واخلی او ټریکټر اوچلوی، سره واخلی، صحیح تخم واخلی او دهغې نه دهغه غریبوالی مناسب څه پیداوار راشی چې خپله ګزاره پرے اوکړی، نتیجه دا راووته چې هغه سرمایه دار خلق، هغه دوکانداران خلق لس لس لکهه روپئی جناب سپیکر، مونږ اولیدل یو د مړی په نوم باندې د بینک قرضے جاری کړی دی، کله چې څوک ریکوری والا ریکوری د پاره تلی دی، هغوې ته دا وائیلے شوې دی چې دا قرضه ستا په چا پورے وه؟ وائیل چې دا په فلانکی، اووئیلی شو ورته چې هغه فلانکے په مقبره کښې دے، بیرون ملک کښې کسان وو، خلیج ملک کښې کسان وو، د خلیج ملک د کسانو په نوم باندې بینک قرضے ورکړے دی، چې کله ریکوری د پاره کسان تلی دی، هغوې اووئیل چې روره چې هغه خو په دوبئی کښې دے، هغه په سعودی عرب کښې دے، کله خه هغه کس دا چاپه نوم قرضه جاری شوې وه، هغه واپس راغلې دے او د ریکوری د پاره د رجسټرار محکمے ته تلے دے، نو هغه ته دا وائیلے شوې دی چې روره فلانی تاریخ باندې خو زه دوبئی کښې وومه زه، دا زما پاسپورټ دے، دا انټری ده، دا ویزه ده، ما خو قرضه نه ده اغستې، د دې وجه نه مونږ دا عرض کوؤ چې دا بینک په خپلو مقاصدو کښې ناکامه شو او د صوبے وسائل هم نشته چې بینک بحال شی، لهذا مونږ یوه خبره کوؤ، د ملازمینو ملګرتیا کوؤ، دا غریبانان دی، د دوئ بچی دی، د دوئ کورنئی دی،

دا بے وسه خلق دی، مونږ د دوئ ملګری یو د دې دا پره مونږه د دفتر نه سمری تلے وه، وزیر اعلیٰ صاحب هم هغه Approve کړه او اووئیل چې دا د ایډجسټ شی، لیکن هغه چې کله اسټیبلشمنټ ډیپارټمنټ ته لاړه، دهغه ځائے نه په دې واپس شوه چې، چونکه 1925 سوسائیټی ایکټ تحت دا سرکاری ملازمین نه دی، د دې Adjustment نه کیږی، لهذا مونږ دا په سرکاری محکمو کښې نه شو اغستے، زمونږ سره متبادل لار نه وه، څه جواب نه وو او هغے غریبانانو سره هم څه جواب نه وو، څه لار نه وه نو د اسمبلئی معزز اراکین موجود دی، څه تجاویز ئے مونږ غواړو چې دا مونږ ایډجسټ کړو، او دا غریبانان دی، په بل صورت باندې دهغوې چې کوم حقوق دی، عدالت فیصله کړې ده، د عدالت دفیصلے به مونږه احترام کوؤ او په عدالت زما مکمل اعتماد دې، عدالت د انصاف ځائے دی او د عدل ځائے دے، دهغے فیصلے په رڼړه کښې که دوئ خپل حقوق غواړی، مونږه ورکوله ته تیار یو او مونږ دهغوې سره دا کوآپریشن کوؤ، په بل صورتکښې که چرے خواه مخواه تاسو دا ملګری غواړئی زمونږ رونړو دی، موجود ناست دی، خویندے دی، دا مونږ د یو کور، یوے کشتئی خلق یو او مونږ به خپلے مسئلے په شریکه حل کوؤ، دا زمونږ شریکه صوبه ده، بے روزګاره کسان دی، هغه هم زمونږه رونړه دی او دغه رنګے مصیبت زده خلق هم زمونږه ذمه ده په شریکه باندې که دوئ سره څه تجویز وی د Adjustment متعلق نو دهغې نه مونږه هم انکار نه کوؤ او په بل صورت باندې که دهغې چې د عدالت، چې په هغې زمونږه مکمل اعتماد دې، دهغے فیصلے په روشنئی کښې مونږدهغوې ته دهغوې حقونه مکمل ورکولو ته تیار یو او په دې کښې به څه کوتاهی نه وی۔

جناب عبدالماجد: جناب سپیکر۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! میں انتہائی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: عبدالاکبر خان صاحب۔

ملک ظفر اعظم (وزیر قانون): جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر، میں اپوزیشن گروپ والوں کا جنہوں نے واک آؤٹ کیا تھا، کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ اس ہاؤس میں واپس آئے اور آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ

آپ نے ان الفاظ کے ساتھ کہ Decision کو، Chair کی رولنگ کو Reserve کر دیا گیا، اور یہ آپکی مہربانی ہے، اور انکی بھی مہربانی کہ وہ واپس آگئے ہیں۔

<u>جناب عبدالاکبر خان:</u> جناب سپیکر! ہم بھی معزز اراکین کا شکریہ ادا کرتے ہیں، جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے کافی تفصیل سے، ډیر په تفصیل سره په دې باندې خبرې اوکړے۔

آوازیں: اردو میں۔

<u>جناب عبدالاکبر خان:</u> کافی تفصیل سے اس پر بات کی، جناب سپیکر! ایک قانون ہوتا ہے اور ایک اختیار ہوتا ہے اور پھر اس اختیار کا استعمال ہوتا ہے، آپ کے ایک سیشن جج کے پاس یہ قانونی اختیار ہے کہ وہ کسی کو پھانسی کی سزا دے، لیکن وہ ہر 302 کے کیس میں کسی کو پھانسی پر نہیں چڑھاتا اور پھر اگر وہ غلط سزا دے بھی دیتا ہے، 302 کے تحت تو ہائی کورٹ اسکو چھوڑ دیتا ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ 43 اور 47 کے تحت رجسٹرار کو آپریٹو سوسائیٹی کو یہ اختیار نہیں تھا کہ وہ Wind up کر کے سوسائیٹی کو جناب سپیکر! ہم کہتے ہیں کہ اس نے اپنے اس نے اپنے اس اختیار کا استعمال غلط کیا کیوں کیا؟ اس کا یہ Contention تھا اور منسٹر صاحب نے بھی کہا کہ لوگوں نے پیسے لئے اور پھر پیسے واپس نہیں دے رہے تھے اور پھر وہ تقریباً تقریباً دیوالیہ ہو رہا تھا، لیکن جب وہ خود کہتے ہیں جناب سپیکر، کہ 80% ریکوری ہوئی ہے، 80% ریکوری تو سٹیٹ بنک نے بھی نہیں کی کبھی، کونسے کمرشل بینک نے 80% ریکوری ابھی تک کی ہے؟ جب انہوں نے خود کہا ہے کہ 80% ریکوری کی ہے تو پھر اس میں اس بینک کا گناہ کیا تھا اور جناب سپیکر، جب سٹیٹ بینک نے ان کو سرٹیفیکیٹ دے دیا، آپ جناب سپیکر یہ دیکھئے "Unprecedented achievement in recovery campaign launched by Frontier Co-operative Bank with the help of provincial government deserve appreciation" سٹیٹ بینک کا گورنر Appreciate کرتا ہے اس کی ریکوری کو اور جناب سپیکر، آگے لکھتا ہے کہ "The Frontier Bank had cleared the default and was eligible for further financing. The Board decided to meet their requirements for kharif, 2000. یعنی وہ تو Agree کر گئے۔

جناب سپیکر: عبدالاکبر خان! میرے خیال میں یہ تو وہی، آپ Repetition کر رہے ہیں، نہیں اس نے۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب عبدالاکبر خان: نہیں یہ Repetition کی بات نہیں ہے انکا Contention یہ تھا کہ لوگوں نے قرضے لئے ہیں، لیکن قرضے واپس نہیں کئے اور کھا لئے ہم کہہ رہے ہیں کہ قرضے تو، آپ کے کوآپریٹو سوسائیٹی کو آپ کا کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ بناتا ہے اور جو کوآپریٹو سوسائٹی بنتی ہے، اس کو کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ بناتا ہے، بینک کے پاس تو کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ سوسائیٹی بنا کر بنیک کے پاس بھیج دیتا ہے کہ اس کو اتنا لون دے دو تو اس میں بینک کا کیا قصور ہے؟ تو ہم اکیلے بینک کے ملازمین کی بات نہیں کر رہے ہیں جناب سپیکر، ہم ان زمینداروں کی بھی بات کر رہے ہیں، ہاں اگر منسٹر صاحب چاہتے ہیں، زمیندار، کاشتکار کب نکلے ہیں اس ملک میں؟ جناب سپیکر! اس ملک میں تو وہ بیچارے پس رہے ہیں، لیکن وہ نہیں نکل سکتے اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم آٹھ، دس ہزار کو کل پرسوں یہاں پر لا سکتے ہیں، لیکن جناب سپیکر، بات یہ نہیں ہے کہ ان ملازمین کو ایڈجسٹ کیا جائے، ہم کہتے ہیں کہ ایک Institution ہے آپکو پیسہ مل رہا ہے، ہماری تجویز ہے، ہم منسٹر صاحب کی بات کو Reject نہیں کرتے As toto ہم یہ تجویز کرتے ہیں کہ اگر اسکو کمیٹی کے حوالے کریں، Thrash out کرلیں کہ واقعی اگر انہوں نے صحیح کام کیا ہے، اگر یہ Liquidation اور Windup صحیح ہوا ہے اور مطلب یہ ہے کہ واقعی بینک والے گناہگار تھے یا سوسائیٹی سے ان کو کوئی فائدہ نہیں تھا، تو بے شک، ہم نہیں چاہتے کہ حکومت خواہ مخواہ نقصان میں رہے، لیکن اگر زیادتی ہے تو جناب سپیکر، پھر اس کو بحال کیا جائے ہم اور آپ بیٹھ جائیں گے، کمیٹی میں ان کے ساتھ Discuss کرلینگے، ایسی کوئی بات نہیں ہے، اگر غلط طریقے سے ہوا ہے تو اسکو ٹھیک کرلینگے۔

جناب مظفر سید: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: عبدالماجد خان صاحب۔

جناب عبدالماجد: زه یو گزارش کومه چې په دې سلسله کښې دا بینک د بحال شي یا د بحال نه شي، دا ملازمین د بحال شي یا د بحال نه شي، دا جناب عالیٰ، د دې هاؤس یو کمیټئ ته حواله کړئ چې دا خبره چې کومه ده چې صفا شي۔

جناب مظفر سید: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: جی، مظفر سید صاحب۔

جناب مظفر سید: زما تجویز دے ، د پښتنو کهاوت دے وائی "د خر په ځائے کولال داغی" تاسو دا تپوس اوکړئی چې قرضه څوک ورکوی، څوک ئے Sanction کوی او دا اتهارټی څوک ده؟ دا کوم کسان چې ئے ختم کړی دی، فارغ کړی دی نو دا خو پیپر ورک هی غلط دے ، هغه کوم اتهارټی او کوم کسان چې دی نو هغه په ځائے باندې پاتے شوې دی او غریبانان ئے بے روزګاره کړی دی او غریبانان ئے فارغ کړی دی، په دې وجه مونږه بالکل د دې حمایت کوؤ چې د دې تحقیق اوکړے شی، دا د کمیټئی ته حواله شی، او دا په زرګونو خاندانونه د روزګار نه نه محرومه کیږی او په دې وطن کښې د هر غریب ته د ژوند د تیرولو حق حاصل شی، دا خلق کرپشن په خپله کوی، ملک په خپله لوټی او بیا سائډ ته کوی غریب، دے وجه نه زه یو ځل بیا دا مطالبه کوم چې دا د کمیټئی ته حواله شی، او بیا پکښې وړاوپړ کوؤ، چې کمیټی، Recommendation او نه کړؤ، نه دے کوی بیا۔

جناب سپیکر: جی دے کښې-----

جناب افتخار احمد خان جھگڑا: جناب سپیکر صاحب! دے باندې هغه ورځ ډیرے تفصیلی خبرې شوی دی، مونږه هغه ورځ هم حمایت کړے وو او نن ئے هم کوؤ، چونکه ټائم کم دے ، ډیر Detail کښې ځو نه خو دا ډیرے خبرې چې دلته کښې کمے دوئ اوکړے ، دا خو بالکل کاغذی خبرې وے ، ځما په خیال حقیقت دا دے چې دا یوه اداره دا سې ده چې صبا مونږه اووایو چې که چرے زمونږه فوج جنګ بیلو نو بس فوج ختم کړئی، ملک د پاره هډو فوج نه دے پکار، لیډی ریډنګ هسپتال جی سم نه چلی نو بس دا هیلتھ ډیپارټمنټ ختم کړئی، استاذان، سم سبق نه ښائی یا فلانے چل دے ، بچی فیل شو نو دے د پاره ایجوکیشن ډیپارټمنټ ختم کړئی، ځما په خیال که د سړی ګته خرابه شی نو لاس ورپسے نه پریکوی، په دې باندې دے ټولو معزز اراکینو اووئیل او د ټولو به دا خیال وی، دے له خیر دے وخت

ورکړئی، دومره کاله پکښې تیر شو، کمیټی د جوړه شی، په هغے کښې به پرے غور اوشی، که بیا هم دوئ دا نه گنړی، موزون نه ده، نو بیا ټهیک ده۔

جناب آصف اقبال (وزیر اطلاعات): جناب سپیکر! دا کوآپریټو بینک دا مسئله چې کله شوې وه، دهغې د ملازمینو مسئله د دې ورځ نه روانه ده، زمونږه Day-light منسټر صاحب دهغې کوم سوالونه چې دوئ باندې راغلي وو په هغې تاسو اوکتل چې بهرپور انداز سره دهغې تیاری کړې وه هغوې تفصیلاً جواب هغوې ته پیش کړؤ چې یره دا بینک جوړ شوې څه مقصد د پاره وؤ او بیا څه مقصد د پاره هغه استعمال شو؟ د دې غرض هم دا وو چې د دې سیمے چې کوم زمینداران دی، کوم کاشتکاران دی، هغوې د زراعت په دې شعبه کښې دهغوې خوشحالی او ترقی وه خو حالات دا ثابت کړی دی، وخت ثابت کړل چې بجائے د دې چې زمیندار او کاشتکار دهغې نه فائده اوچته کړے وے نو هغه کوم آفیشلز دی، بینک آفیشلز دی، هغوې د دې نه زیات فائده اوچته کړې وه، ډیرے سوسائټیز چې کوم دی هغه خو Fictitious وے، صرف په کاغذونو کښې دے، رجسټر ئے صرف چې کوم دے هغه Maintain شویدی، زمونږه بدقسمتی ده په دې ملک کښې، ډیر کارونه چې کوم دی، په هغه کاغذونو کیږی او Actual چې کوم دے، هغې سره هیڅ هم نه وی، نو د دې بینک جوړیدل هغه څه مقصد د پاره وو؟ او بیا څه مقصد د پاره هغه استعمال شو؟ زما خیال دے دا ټول ایوان او زمونږ دے معزز ممبرانو ته هم علم دے، او-----

جناب زرگل خان: پوائنټ آف آرډر، سر منسټر صاحب د خپل سیټ باندې کښېنیجی نو تاسو-----

(قہقہے)

جناب مظفر سید: پوائنٹ آف آرڈر سر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نه، خپل سیټ ته لاړ شئی، منسټر صاحب، خپل سیټ ته لاړ شه۔

جناب مظفر سید: پوائنٹ آف آرڈر سر! شکریه زرگل صاحب بنه توجه راوګرځوله منسټر صاحب طرف ته البته زه د منسټر صاحب نه دا تپوس کول غواړم، مسنټر صاحب

چې کوم انفارمیشن ورکوی نو که زه دے ته Dis-information اووئیم نو دا به غلطه نه وی، کوم رجسټرار چې دا Sign کوؤ کوم کسانو چې دا لون ورکوؤ هغه لون والا خلق نن هم په هغه خپلو کرسو باندې ناست دی، کوم خلق چې Responsible دی، تاسو خو هغه زمیندار اویستل، هغه غریبانان مو اویستل، دے وجه باندې مونږه دا مطالبه کوؤ چې دا کوم خلق ویستل پکار وؤ، هغوې له تل پکار دی۔

جناب سپیکر: عبدالاکبر خان صاحب! مسئله چې په کورټ کښې وی کنه۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: جی کورټ کښې خو نه ده کنه هغوې خو وائی چې هائی کورټ په 28 اپریل باندې د هغوې هغه رټ پټیشن خارج کړۀ۔

جناب سپیکر: د چا؟

جناب عبدالاکبر خان: چې څوک تلی وو، هغه ورله د خبر ورکړۀ، 28 باندې خو هغه رټ پټیشن، هغه خو مونږ، نن بیا زه دا خبره کوم چې ما د دې ملازمینو خبره نه ده کړے جی، زه د زمیندارو خبره، د دواړو خبره کوم، نو زه دا وائیم چې هغه به یو سړئ صبا راپاسی او زمیندار به لاړ شی کورته۔

جناب سپیکر: جی دا ایډجرنمنټ موشن وؤ، تاسو لږ د هغے هغه متن واورئ چې دا د چا خبره وه؟

جناب عبدالاکبر خان: د دواړو، د دواړو وه جی، ځما په هغے کښې د دواړو وه، ما په هغے کښې لیکلی دی چې، *زمینداروں، کاشتکاروں کو جو نقصان ہو رہا ہے*، را او باسئ جی که نه وی پکښې نو بس۔۔۔۔۔

جناب مظفر سید: دا جی بنیادی طور ځما خبره ده ځکه چې اولنی اجلاس کښې دا ما اوچته کړې وه، دا د عبدالاکبر خان صاحب یوازے نه ده، عبدالاکبر خان صاحب، د حقائقو نه کار واخله، اوله دا ما اوچته کړې وه۔

جناب عالمزیب: جناب سپیکر صاحب! مونږ د دې، جناب سپیکر۔۔۔۔

جناب سپیکر: نه، نه څه، سراج الحق صاحب۔

جناب عالمزیب: پوائنٹ آف آرڈر جی۔ پوائنٹ آف آردر جی۔

جناب قاری محمود (وزیر آبپاشی): دا گوره جی، جناب سپیکر صاحب، محترم سپیکر صاحب۔

جناب عالمزیب: سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: عمرزئی صاحب، لږ ادرېږه۔

وزیر آبپاشی: محترم سپیکر صاحب! دا د بینک د تحلیل د حکم نامے چې عدالت عالیه کړې وه، دا په اټائیس اپریل 2003 کښې عدالت عالیه فیصله جاری کړیده، او دا بینک وو، چې د دې دا تحلیل جائز دے او قانونی دے۔

جناب عبدالاکبر خان: زه خو جناب، دا نه وائیمه چې دا رولز خو Subjudice نه دے، 28 اپریل باندې-----

جناب سپیکر: نه نه، نو چې بنیک فیصله اوکړه۔

جناب عبدالاکبر خان: نه جی، خبره دا نه ده، تاسو-----

جناب سپیکر: دا هائی کورټ کړیده که سپریم کورټ؟

جناب عبدالاکبر خان: نه جی، خبره دا نه ده، تاسو په دې پوائنټ باندې-----

وزیرزراعت: هائی کورټ دا فیصله کړیده جی۔

جناب عبدالاکبر خان: دا د 43 او 47 لاندے لیکلی وو، دوئ وائی چې رجسټرار سره دا Powers نشته، نو مونږ خو دا وایو چې رجسټرار سره دا Powers شته، خو مونږ دا وایو چې رجسټرار دا Powers miss-use کړی دی، جناب سپیکر! په هغه ورځ چې منسټر صاحب دلته کښې مونږ سره ناست وو، تاسو مونږ سره په دې چیئر باندې یو Commitment کړے وو۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب عبدالاکبر خان: تاسو دا خبره کړې وه چې منسټر صاحب به په پانچ تاریخ تاسو له جواب د رکوی، هغه ریکارډنګ ستاسو موجود دې۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب عبدالاکبر خان: هغې کښې تاسو دا وئیلی وو چې که تاسو مطمئن نه یئی نو بیا به زه دا کمیټی ته ورکړم، نو مونږ خو د چیئر په Commitment باندې هر څه ته تیار یو۔

جناب سپیکر: نه جی د عدالت په فیصلے باندې۔

جناب عبدالاکبر خان: نه جی د عدالت خبره نه ده، مونږ خو وایو چې په 28 باندې خبره ختمه شوه۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب عبدالاکبر خان: Subjidice خو به هله وے چې اوس په کورټ کښې کیس وے، په کورټ کښې خو نه دے، هغه خو په 28 باندې ختم شو۔

جناب انور کمال: جناب سپیکر! که اجازت وی نو۔

جناب افتخار احمد خان جھگڑا: سپیکر صاحب! دا یو د Reinstatement خبره ده، د عبدالاکبر خان Contention چې کوم زه هم درنه دهراوم، مونږه د دې Against یا دا نه چیلنج کوؤ چې دا رجسټرار پاؤرز نیشته، نه صرف د بینک خبره ده، د کوآپریټیو د Movement خبره ده، د کوآپریټیو Movement په دنیا کښې په هر ځائے کښې، په هره اداره کښې او په هر څه کښې لګیا دی، پنجاب کښې ئے ولے نه ختموی؟ سندھ کښې ئے ولے نه ختموی؟ بلوچستان کښې ئے ولے نه ختموی؟ پیسے د مرکز نه ملاویږی، تاسو نه خو نه ځی، تاسو خوئے اخلئی او واپس ئے ورکرځوئی، صرف Guarantor ئے جوړیږئی، نو یو وخت سره نقصان شوې دے، په کالونو باندې څو کاله چې دے کوآپریټیو ادارے فنډز زمیندار ته نه دی ورکړی، Loans ئے نه دی ورکړی، Recovery ئے کړې ده، دے وخت د اسی پرسنټ نه زیات ریکور شوله، اداره واپس په خپلو پخو اودریدله نو اوس پکښې څه پاتے دی چې دوئ ئے نه بحال کوی؟

جناب سپیکر: جی، منسټر صاحب۔

وزیر آبپاشی: سپیکر صاحب! مونږ خو هم دا عرض کوؤ، چې دا خو مونږ نه دے ختم کړے، دوه نیم کاله وړاندے خبره ده۔

جناب سپیکر: نه نو که کمیټئی ته فرض کړه لاړ شی او تاسو دا ټول حقائق مخے ته کیږدئی، کمیټے ته نو څه حرج دے؟ Thrash out به شی، Deliberation به پرے اوشی، غور و خوض په پرے اوشی، بهتر تجاویز پکښې نو څه قباحت خو ئے نشته۔

وزیر آبپاشی: د دې تقریباً نیمے اثاثے خرڅے شویدی۔

جناب سپیکر: نه جی، خبره اوس اوکړئی، مطلب دا دے یو نتیجے نه اورسئی، اوس۔

جناب عبدالاکبر خان: اوس جی، زه تاسو ته اوروم، موقع راکړئی هغه تاسو واورئی۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب عبدالاکبر خان: دا وائی جی، "It is further informed that the decision of the N.W.F.P Government will deteriorate the Cooperative movement considerably and there will no co-operative Bank to finance the co-operative societies" جناب! دا فیډرل بینک لیکلی چې ستاسو په دې یو قدم سره تاسو ټول کوآپریټیو سسټم تباه کوی، ډیر زیات ئے خرابوئی او داسې هیڅ اداره به بیا نه وی چې هغے له به بیا قرضے ورکړے شی، نو جناب سپیکر، والے داسې کوئی؟ زه خو په دې نه پوهیږم، د فیډرل گورنمنټ مونږ ته پچاس، ساټھ، ستر کروړ روپے راځی او تاسو هغه خواه مخواه ولے؟ تاسو ته پرے څه تکلیف دے؟ زه به دے نه پوهیږم، تاسو نه تنخواه نه ځی، تاسو پیسه نه ځی، تاسو څه شے ورکوئی نه، ولے په دې باندې تاسو داسې دغه کوے؟

جناب انور کمال خان: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جی، انور کمال خان۔

جناب انور کمال خان: جناب سپیکر! زه مشکور یمه، زه وائیمه چې دا دومره په دې کوآپریټیو سوسائیټۍ باندې زما خیال دے چې نن دریمه دریمه ورځ ده، دا بحث کیږي او زما خپل دا ایمان دے چې دلته کېښې چې کوم ممبران ناست دي، کم و بیش ټول زمیندار خلق دي او د دې پیشے سره تعلق لري، مونږه په دې باندې هم پوهیږو چې منسټر صاحب ته به دا بریف د خپلے محکمے د طرفنه ورکړے شوې دی، او دوئ به په زړه کښې دا وائی چې یو طرفته دا دومره Families دی، دومره خلق دي چې کوم بے روزګاره دي، هغه ستاسو د علاقے نه هم تعلق لري، زمونږ د علاقے نه هم تعلق لري، مونږه په دې باندې پوهیږو چې چرته دومره families او دومره خاندانونه په دې باندې بےروزګاره کیږي، هلته ورسره ورسره که تکړه زمیندار دے او که وړوکے زمیندار دے، هغه ته دومره تکلیف ملاویږي لګیا دے، دے کښې هیڅ قباحت نشته، تاسو یو عوامی نمائنده یئ، تاسو به د بیوروکریسی Representation نه کوئی، تاسو به د خلقو، د عوامو Representation کوئی او عوام، دا خلق غواړي، خلق دا غواړي، زمیندار دا غواړي او دا ټول مخلوق دا غواړي چې دا کوآپریټیو سوسائیټیز د بیا بحال شي (تالیاں) دیکښې هیڅ قباحت نشتے، دیکښې هیڅ جهګړا نشته، سټینډنګ کمیټۍ ته ئے ورکړئی، سټینډنګ کمیټۍ ته حواله کړئی، هغه د ئے Thrash out کړي، حکومت ته به Recommendations ملاؤ شي، ستاسو ځان به هم ترے خلاص شي، او که واقعي چرته دا کمیټي تاسو ته دا سفارش کوی نو دا د دې هاؤس تقدس دے او بیا د دې هاؤس پریویلج جوړیږي، نو کم از کم بیا تاسو هم د دې خلقو سره به هاں کښې هاں ملاؤ کړئی، زه به صاحب، مشکور یمه دا ورته حواله کړئی، دیکښې بده خبره نیشته۔

جناب سپیکر: منسټر صاحب، جی سراج الحق صاحب۔

جناب سراج الحق (سینیئر وزیر): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ ما خو مسلسل ګهړئی ته کتل خو هغه۔۔۔۔۔

ایک آواز: لس منټه شته۔۔۔۔۔

(قہقہے)

سینیر وزیر: خه جی، ما وئیل که په تاسو ناوخته نه شی نو بیا خیر دے ، بهرحال دے موضوع باندې ښه کافی بحث اوشو، او چې کوم د کوآپریټیو متاثرین دی نو هغه هم د دې صوبے سره تعلق ساتی، او چې کوم عملی مسئله درپیښه ده نو هغه هم دے صوبائی، د دې حکومت پیدا کرده نه ده بلکه پخوانئ یو راروانه مسئله ده خو بهرحال موجوده حکومت د پخوانئی د هرے مسئلے نه ځان یو طرفته کولے خو نه شی او خواه مخواه به په هغې باندې یو Decision کوی او یو لار به ورته راوباسی، نو ما خو د محترم منسټر صاحب ټول بحث وانه وریدو خو بهرحال دومره اندازه رانه اوشوه چې هغه یو پوره بریفنګ دے ټولے اسمبلئی ته ورکړو، او پوره Documents سره او پوره دلائلو سره هغه خپله خبره کیښوده، او بهرحال مونږ به دا خوښه کړؤ چې د دې مسئلے مزید چې څومره پهلو دی یعنی هسې خو زمونږد ټولو دا خوښه ده که یو سړے وائی چې فلانی سړی له دے یو لاکھ روپئی تنخواه مقرر شی، په دې باندې Voting پکار دے نو دا ټول هاؤس به وائی چې دوه لکهه خو دے ورله مقرر شی، زمونږ پرے څه ځی خو مسئله دا ده چې مقرریږی به د کوم ځائے نه؟ بیا هلته کښې سوال پید کیږی، نور خو هسې دهغه حافظ مسئله ده، وئیل ئے چې یو څو وګی مات کړؤ، وائی اؤلس خو د پکښې مات کړی، ځما په دې کښې عرض دا دے چې زه دا خبره خوښومه چې دا کمیټی د جوړه کړے شی او بے شکه Safe and sound ماحول کښې د په دې باندې بحث اوکړے شی (تالیاں) او ان شاء الله ځما یقین دے چې هغوې به یو Way د دې راوباسی، او هغوې به هغه ټوله مسئله اسمبلئی ته راوړی او بیا به اسمبلی په هغې باندې Decision اوکړی۔

جناب شاه راز خان: جناب سپیکر صاحب۔

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that the adjournment motion, jointly moved by Honourable Members Abdul Akbar Khan and Alam-zeb Umarzai, regarding co-operative societies and their employees, may be referred to the concerned standing committee? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The "Ayes" have it. The matter is referred to the concerned committee.

جناب مشتاق احمد غنی: پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر سر۔

جناب عبدالاکبر خان: Thank you, Janab Speaker میں منسٹر صاحب اور فنانس منسٹر کا مشکور ہوں۔

جناب سپیکر: وہ قرارداد جو Net profit کے بارے میں۔

جناب شاہ راز خان: جناب سپیکر صاحب۔

جناب مشتاق احمد غنی: جناب سپیکر صاحب، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد ارشد خان: معزز سپیکر! وختی مے هم ورته وئیلے وو۔

جناب سپیکر: جی جی، ارشد خان۔

جناب محمد ارشد خان: د شوګر مل باره کښې مے د رته یو ډیره ضروری----

جناب سپیکر: ارشد خان۔

جناب محمد ارشد خان: دا یوه ډیره ضروری خبره ده او دے باندې چې ورځ تیریږی نو د دې اهیمت ختمیږی، دا دوے ورځے مخکښې په اخبارونو کښې هم مونږ دا خبر اولوستلو چې چیف منسټرله د چارسدے شوګر مل نوے مالکان ورغلی وو او چیف منسټر صاحب سره ئے خبرې اوکړے، او هغه په دې باندې ډیر دغه دے چې دا مل بیا شروع کیږی، زه دا یوه خبره کومه خصوصاً د انډسټرئی منئټر نه، ځکه چې ما دهغے معلومات اوکړل، یو خو دا مالکانو نوم چې کله بدلیږی، دا مالکانو ملکیت چې کله بدلیږی د ملونو د انډسټرئی، نو دهغے ړومبئی خبره د انډسټری په ډیپارټمنټ کښې راځی، نو ما د انډسټری په ډیپارټمنټ نه هم پته اولګوله او د لیبر ډیپارټمنټ نه مے هم پته اولګوله، مالکان بدل شوې نه دی، نوے مالکان، او په اخبار کښې دا خبره راغله چې چیف منسټر صاحب ورته ډیر خوشحاله شو او هغه ورله اجازت ورکړو چې دوے د اوشی، دا په 1996 کښې یوه فیصله شوې وه، دغه شوګر مل والا، سلیم ګروپ آف انډسټریز، دهغوې په نوم باندې پخوا هم وه او اوس هم ده، په 1996 کښې هغوې لیبر کورټ ته اپیل

اوکړؤ چې مونږه د دې تاله بندی کوؤ، مونږ ته د دې پیسے نه ملاویږی، مونږ دا کارخانه مزید نه شو چلولے، لیبر کورټ ورنه آرډر اوکړؤ، لیبر کورټ ورته اوویے چې دا کارخانه بند کړئی، خو مزدورانو ته خپلے پیسے ورکړئی، چې کومه قرضه ده دهغوې، تقریباً شپیته لکهه روپئی د مزدورانو پاتے دی، او دیرش لکهه روپئی پرے د بجلئی بل پاتے دے، آتھ ویشت یا دیرش لکهه روپئی پرے د بجلئی بل پاتے وو، دا ئے ورته اووئیے چې دا ورته ورکړئی، نو چې دا مالکان زاړه په زاړه دی نو هغوې بیا پکار دی چې مخکښې خو دغه د لیبر کورټ هغه فیصله بحال کړی، دوئمه خبره دا ده۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ارشد خان مختصر، ټائم ختم دے، مائیل که دا پوره۔۔۔۔۔

جناب محمد ارشد خان: یره جی دا ډیره ضروری خبره ده، په یو منټ کښې ختمیږی، زه دومره وخت نه اخلم، بل مونږ په دې باندې ډیر زیات خوشحاله یو چې یو ځائے کښې نوے انډسټری شروع شی، خو پکار دی چې هغه په فزیبلټی رپورټ کښې هم راځی چې د هغه ځائے خلق به اخلی، د هغه ځائے خلق به اخلی، دوئ دوه نیم سوه یا درے سوه مزدوران د پنجاب نه راوستے دی، زمونږ په چارسدے کښې خپله پچانوے فیصدی بے روزګاری ده او دوئ د پنجاب نه درے سوه کسان راوستے دی، نو مونږ وایو هر څوک چې اخلی خو د دغے چارسدے خلق د په دې مل کښې واخلی که دا مل شروع شی نو زمونږ پرے هیڅ اعتراض نشته، مونږ پرے ډیر خوشحاله یو چې څومره دغه ورسره کولے شئی، خو دوئ په، 1986 کښې د ارباب جهانګیر په وختو کښې هم دغه شان د دې زړه مالکانو دا کوشش اوکړؤ، یوه درے فریقی کیمټی ورله جوړه شوه، د حکومت، د مالکانو او ورسره 'Representatives' د ممبرانو ورسره کمیټی جوړه شوه، درے فریقه، هغوئی د ټولونه بنه آمدن په هغې کال صرف یو سیزن کښې یو کروړ روپئی دغه مل ګټلے وے، نو دغه شان یو سه فریقی کمیټی د جوړه شی چې پکښې مالکان او دا Representatives ایم این ایز، ایم پی ایز پکښې وی او حکومت پکښې وی، حکومت، مالکان او دا، دا د جوړه شی چې دهغے تحقیق اوشی، ځکه چې دا دوئ دا قرضے مرضے د حکومت نه واخلی د Six units په نوم باندې چې کوم دوئ، او دا مل صرف دوه درے میاشتو د پاره چالو کړی او

بیا ئے بند کړی، دغه مهربانی، دا مے انډسټری منسټر ته خصوصی گزارش دے۔

جناب شاہ راز خان: جناب سپیکر صاحب۔

جناب مشتاق احمد غنی: جناب سپیکر! میں صرف تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی جو ہم نے Agitate کیا، اس میں خدانخواستہ ہمارے کسی ممبر کی طرف سے اس کی یہ مرضی نہیں تھی کہ Chair کی شان میں کوئی گستاخی کرے، ہم آپ کا بے حد احترام کرتے ہیں (تالیاں) Being a custodian of the House اور Otherwise بھی آپ ہمارے بزرگ ہیں، صرف بات اتنی تھی کہ ہم رول 124 کے اوپر بات کر رہے تھے جو عبدالاکبر خان نے کہا، وہ ان کا حق بنتا ہے، جو ہم نے کہا، وہ ہمارا حق تھا، لیکن اس میں کسی بھی پہلو سے آپ کی Insult کرنا اس میں قطعاً منظور نہیں ہے۔

(تالیاں)

Mrs. Nighat Yasmeen Orakzai: We support Mushtaq Ghani.

محترمہ رفعت اکبر سواتی: جی، بالکل ہم سپورٹ کرتے ہیں، بلکہ پوری اسمبلی جو ہے، سپیکر صاحب کے اچھے رویئے کی وجہ سے ان کو چاہتی بھی ہے اور ان کی Respect بھی کرتی ہے (تالیاں) اور اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے، لیکن بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں ہم نے اپنی پارٹی پالیسی کے مطابق چلنا ہے، جس کو ہم صحیح سمجھتے ہیں۔

جناب سپیکر: معزز اراکین اسمبلی! اس سے پہلے کہ میں اسمبلی کے موجودہ اجلاس کو آئینی اختیارات کے مطابق غیر معینہ مدت تک کے لئے ملتوی کروں، یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ چند گزارشات کروں اور وہ یہ کہ موجودہ اسمبلی کے وجود میں آنے سے اب تک یہ اجلاس اسمبلی کا طویل ترین اجلاس تھا، اس اجلاس میں، اگر چہ اپوزیشن کی درخواست پر یہ بلایا گیا تھا، قومی، صوبائی اور عوامی مفاد سے متعلق جن اہم امور پر سیر حاصل بحث کی گئی، مجھے یقین ہے کہ ہر معزز رکن اسمبلی نے بطریق احسن اپنا حق نمائندگی ادا کیا ہے، مجھے یہ بھی یقین ہے کہ صوبائی حقوق سے متعلق جو بھی نکات اٹھائے گئے، اگر ان پر وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت خلوص نیت سے آئین اور قانون کی پاسداری کرتے ہوئے عمل درآمد کرے تو صوبہ سرحد یقیناً ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا، حزب اختلاف اور حزب اقتدار کی جانب سے صوبائی حقوق کے حصول کے لئے جس یک جہتی

اور اتفاق کا اظہار کیا گیا ہے، وہ یقیناً صوبے کی ترقی اور عوام کی خوشحالی کے لئے ایک نیک شگون ہے، اس اجلاس میں دونوں اطراف کی جانب سے صوبے کی دیرینہ روایات کے مطابق پارلیمانی، جمہوری روایات کی جس طرح پاسداری کی گئی ہے وہ یقیناً قابل تحسین ہے، مجھے امید ہے کہ یہی روایات آئندہ اجلاسوں میں بھی برقرار رکھی جائیں گی، میں ان تمام محکموں کے عملے کا مشکور ہوں جنہوں نے اس اجلاس کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں اپنے فرائض منصبی کو بطریقہ احسن انجام دیا، پریس گیلری کا خصوصی طور پر شکر گزار ہوں، جس نے اسمبلی کی روزانہ کی کارروائی کی پریس اور الیکٹرانک میڈیا پر بہتر انداز میں رپوٹنگ کی اور عوام کو ان کے نمائندوں کی کارروائی سے بہتر انداز میں باخبر رکھا، اب میں اس اجلاس کو غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کرتا ہوں۔

"In exercise of the powers conferred on me by clause (3) of Article 54, read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Bakhat Jehan Khan, Speaker, Provincial Assembly of the North-West Frontier Province, do hereby order that the Provincial Assembly of the North-West Frontier Province, shall stand prorogued on 8th May, 2003, till such date as shall hereafter be fixed by the competent Authority".

(اجلاس غیر معینہ مدت تک کیلئے ملتوی ہو گیا)